تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

نوعِ انسانی کی سعادت و ہدایت کا سرچشمہ

اسلام کے نظمِ شریعت میں دین و دنیا کی تقسیم نہیں ہے۔ اسلام نے شریعتِ الٰہی کو نوعِ انسانی کی تمام سعادت و ہدایت کا کفیل و سرچشمہ قرار دیا ہے اور مسلمانوں کی سیاسی، علمی، اخلاقی، قومی و مدنی زندگی کی بنیاد صرف ایک ہی حقیقت جامعہ پر ہے یعنی شریعتِ اسلامیہ اور کتاب و سنت پر۔

مسلمانوں کی قومیت صادقہ کی بنیاد صرف شریعت کا علم و عمل ہے، شریعت نے انھیں بتلایا تھا کہ دنیا میں سب سے بڑی قوم وہی ہیں، وہی خیر الامم ہیں وہی خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ہیں، وہی شُھَدَآءُ عَلَی النَّاسِ ہیں، وہی شہداء اللہ فی الارض ہیں۔ ان کے عروج و سعادت کی علت صرف یہ تھی کہ قرآنِ حکیم اور سنتِ رسولؐ کو انھوں نے اپنا دستور العمل و حیات قرار دیا تھا۔ قرآنِ حکیم کی نسبت صاحبِ قرآن کا اعلان تھا: اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتٰبِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی ہدایت سے قوموں کو اٹھائے گا اور یہی ہے جس کو ترک کر کے قومیں گریں گی اور ہلاک ہونگی۔ پس جب مسلمانوں نے قرآن و سنت کا علم و عمل ترک کر دیا، تو اقبال و عروج نے بھی ان سے کنارہ کشی کر لی۔ یہ مسلّم اور حقائقِ تاریخی میں سے ہے کہ مسلمانوں کے عروج و اقبال کا سب سے بہتر و ارفع زمانہ وہی تھا جب بجز کتاب و سنت کے علم و عمل کے اور کوئی تعلیم ان کی رہنما نہ تھی، یعنی عہدِ صحابہ کرامؓ و خلفائے راشدینؓ اور تنزل و [illegible] کا عہد اسی وقت سے شروع ہوا جب کہ اقوامِ ماضیہ مغضوبہ کے علوم و اعمال بشکل علوم دخیلہ و اعمال بدعیہ (مغربی [illegible] کے عملی تجربات اور بدعت کی خباثت) ان میں رائج ہوئے۔ ایک ہی علت کے دو مختلف نتائج نہیں نکل سکتے ہیں اگر اب بھی مسلمان اپنے عروجِ رفتہ کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں، تو اس کی صرف ایک ہی راہ ہے اس کے علاوہ اور جس قدر بھی راہیں کھلی ہوں گی، گمراہی و فساد کی ہوں گی۔ یعنی علم و عمل شریعت کا احیاء اور ترک و ہجر شریعت کا انسداد۔

مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ (از۔ خطباتِ آزاد ص۱۱۰)

۲۵ مئی ۱۹۹۹ء

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India)

Rs 6

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش

سونے چاندی کے زیورات کیلئے

ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس

حاجی عبد الرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبودار عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے روغنیات و عرق کیوڑہ، عرق گلاب و دیگر عطریات کی

ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں

IZHAR AHMAD & SONS
Perfumers
CHOWK, LUCKNOW-3

SHOP. 255257
RES. 268898

خط و کتابت کا پتہ

اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

تعمیر حیات میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیئے

مئو کا بنا

نورانی تیل

درد، زخم، چوٹ کٹنے، جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے۔

AUTO REFRCCTO METER AR-8 60

فوٹوکرامک، کوٹیڈ لینس، ہائی انڈیکس ریزی لینس، فینسی بادر و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشین۔ اے۔ رحمٰن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج۔ اعظم گڑھ

پندرہ روزہ

لکھنؤ

تعمیر حیات

مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر (۳۶)

شمارہ نمبر (۱۴)

۲۵ مئی ۱۹۹۹ء ـــــ مطابق ـــــ ۹ صفر المظفر ۱۴۲۰ھ

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی زیر سرپرستی مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

(نائب ناظم ندوۃ العلماء)

مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب ندوی

(معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء)

پروفیسر وصی احمد صدیقی (معتمد مالیات ندوۃ العلماء)

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

مجلس ادارت

مولانا نذر الحفیظ ندوی — مولانا محمد خالد ندوی

مولانا عبد اللہ الحسنی ندوی — ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ ۱۳۰/- روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں

زر تعاون

سالانہ ـــــ ۱۳۰/- روپے

فی شمارہ ـــــ ۶/- روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک

بیرونی ممالک بحری ڈاک ۳۰ ڈالر

بحری ڈاک جملہ ۱۵ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ

مینیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس نمبر ۹۳

ندوۃ العلماء لکھنؤ، ۲۲۶۰۰۱ یوپی

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

گذارش

خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر پرچہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے (ادارہ)

پرنٹر و پبلشر شاہد حسین نے ماڈرن آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم و تربیت میں

افراد کے فرق و مزاج کا خیال فرماتے تھے

تحریر: شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ ـــــ : ترجمہ: شمس الحق ندوی

(۲)

امام بخاری اور مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا: "ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا" اس نے آپؐ سے جہاد میں جانے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا ہاں، تو آپؐ نے فرمایا تو پھر انھیں (کی راحت رسانی) میں جہاد کرو" یعنی ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں مشقت اٹھاؤ ان کی خدمت جہاد کے قائم مقام ہوگی،

امام مسلمؒ نے ایک روایت عبد اللہ عمرو بن العاصؓ سے کی ہے۔ انھوں نے فرمایا "ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا، میں آپؐ سے ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں۔ اس سے میرا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہے۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں، بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا مقصود اللہ کی رضا جوئی ہے نا؟ اس نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا، تم واپس جاؤ اور اپنے والدین کے ساتھ اچھی طرح رہو" یعنی ان کی خدمت کرو ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

آپؐ نے ان دونوں آدمیوں سے یہ بات اس وقت فرمائی جبکہ آپ ہجرت و جہاد ـــــ پر ابھارتے، اور ان دونوں باتوں کا شوق دلاتے تھے۔ لیکن آپ نے سائل کے خصوصی حال کو ملاحظہ فرمایا: تو اس کے حق میں جہاد کے بجائے والدین کے ساتھ حسن سلوک ہی کو اہم اور افضل سمجھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات سائل کے حالات کے اعتبار مختلف ہوا کرتے تھے،

یکساں سوالات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات کا مختلف ہونا سوال کرنے والوں کے حالات، ان کے ماحول اور صلاحیتوں کی بنیاد پر ہوا کرتا تھا۔ سوالات و جوابات کا یہ پہلو بہت وسیع ہے۔ اس کی حدیث پاک میں بہت سی مثالیں ہیں۔ اسی طرح سے جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وصیت کی درخواست کی۔ ان کو ان کے حالات و صلاحیت کے اعتبار سے آپؐ نے الگ الگ جوابات دیئے،

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! آپؐ مجھ کو وصیت فرمائیے (جواب میں) آپؐ نے فرمایا: جہاں کہیں بھی ہو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کا پاس و لحاظ اور خوشی و ناراضگی کو دھیان میں رکھو اور خطا ہو جانے پر نیکی سے اس کی تلافی کرو۔ نیکی برائی کو مٹا دے گی، اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ" (اس حدیث میں الفاظ امام احمد کی روایت کے لئے گئے ہیں)

امام بخاریؒ اور ترمذیؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ "ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپؐ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے اور بہت سی باتیں نہ بتائیے تاکہ میں اس کو یاد رکھ سکوں، اور اچھی طرح سمجھ سکوں، آپؐ نے فرمایا غصہ نہ ہوا کرو، آپؐ نے کئی بار یہی فرمایا اور غصہ نہ ہوا کرو۔ (لا تغضب) کے الفاظ کو دہرایا"۔

حدیث کی شرح میں خطابی فرماتے ہیں کہ غصہ تو فطری چیز ہے اس کو ختم نہیں کیا جا سکتا، آپؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ غصہ دلانے والے اسباب سے بچو، یا یہ مطلب ہے کہ غصہ آئے تو اس کے تقاضہ پر عمل نہ کرو کہ ناشائستہ الفاظ زبان سے نکلیں یا غلط کام کر بیٹھو [1]

امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (الفاظ بخاری کے ہیں) کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا، اور عرض کیا اللہ کے رسول! آپؐ مجھے ایسا عمل بتائیے کہ اگر اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں، آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اس کے

(باقی متن ۳۰ پر)

[1] عمدۃ القاری شرح بدر عینی

اِس شمارے میں

۱	درس حدیث	شیخ عبدالفتاح ابوغدہ	۲
۲	شیخ بن باز کی رحلت (اداریہ)	ع۔ ع۔ ن	۵
۳	توحید خالص اور اتباع سنت.....	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۷
۴	صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ	مولانا تقی الدین ندوی مظاہری	۱۱
۵	مسلمانوں کے مسائل اور ان کا دینی فریضہ	مولانا سید محمد واضح رشید ندوی	۱۴
۶	حج سے واپسی پر انیس جیتی سے انٹرویو	مقبول احمد ندوی	۱۶
۷	سفرنامہ اردن و شام	پروفیسر محمد اجتباء ندوی	۲۰
۸	سعودی سفیر کی آمد	اقبال احمد ندوی غازیپوری	۲۲
۹	ترکی میں مشرق و مغرب کی کشمکش	نذر الحفیظ ندوی	۲۴
۱۰	عالمی خبریں	معید اشرف ندوی	۲۷
۱۱	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۸
۱۲	دینی غیرت و حمیت	شمس الحق ندوی	۲۹
۱۳	سوال و جواب	مطیع الرحمن عوف ندوی	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی =/Rs. 15 کے حساب سے زر ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ =/Rs. 30
۲۔ تعمیر حیات کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ =/Rs. 40
۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ	Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb. P.O. Box No. 842, Madina Munawwara (K.S.A.)
برطانیہ	Mr. M. AKRAM NADWI O.C.I.S., St Cross College, Oxford Ox1 3TU-U.K.
ساؤتھ افریقہ	Mr. M. YAHYA SALLO NADWI Sb. P.O. Box 388, Vereninging,(S. Africa)
قطر	Mr. ABDUL HAI NADWI Sb. P.O. Box No. 10894, DOHA-QATAR
دبئی	Mr. QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb. P.O. Box No. 12525, DUBAI (U.A.E.)
پاکستان	Mr. ATAULLAH Sb. Sector A-50, Near sau Quater H. No 109, Town Ship Kaurangi, KARACHI-31 (Pakistan)
امریکہ	Dr. A. M. SIDDQUI Sb. 98-Conklin Ave, Woodmere NEW YORK 11598 (U.S.A.)

اداریہ

شیخ بن باز کی رحلت

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز قدیم علمائے نجد کی آخری یادگار رہ گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے علم و تقویٰ کے ساتھ اپنے بندوں کی خدمت کا موقع بھی دیا تھا اور ہمت و توفیق بھی، انھوں نے اپنے ملک کے عُسر اور یُسر کا دونوں زمانہ دیکھا تھا، جب تنگی اور سخت کوشی کا زمانہ تھا تو توفیق صبر سے نوازے گئے اور جب دنیا کی نعمتیں، زندگی کی سہولتیں حاصل ہوئیں تو ایک شکر گزار و منت سناش بندۂ خدا ثابت ہوئے۔ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ سال پیدائش ہے، اور ۲۷ محرم ۱۴۲۰ھ (تقویم عربی) سن وفات ہے، ریاض ان کا مولد ہے..... تعلیم اپنے وقت کے مشائخ سے حاصل کی جن میں نمایاں نام شیخ عبداللطیف، اور شیخ ابراہیم بن محمد کے ہیں۔ ۱۸ سال کی عمر میں آنکھ خراب ہونا شروع ہوئی اور جب بیس سال کا سن ہوا تو آنکھ کی نعمت سے محروم ہوگئے، لیکن قلب ایمان کی روشنی سے معمور رہا۔ حافظہ کی نعمت آنکھ کی نعمت کا بدل ثابت ہوئی، ایسا قوی حافظہ جس کے قصے سنے تھے، مگر اس کا مشاہدہ صرف شیخ بن باز کی ذات میں ہوا، اور بارہا ہوا۔

صحاح وسنن کی کسی ایک کتاب کی شرح بھی املا کرائی ہے جو چھپ چکی ہے۔ فتاویٰ کی چھ جلدیں گزشتہ سال تک نکل چکی تھیں، بے شمار مواعظ، مقالات اور نصیحتوں پر مشتمل رسائل شائع ہو کر تقسیم ہوتے رہے، اپنی مسجد دیرہ کے امام اور مدرس کی حیثیت سے علمی زندگی کا آغاز کیا۔ جب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ قائم ہوئی تو اس کے پہلے نائب رئیس (وائس چانسلر) مقرر ہوئے ملک خالد بن عبدالعزیزؒ نے شیخ کو ریاض واپس بلا لیا۔ دارالافتاء، البحوث العلمیۃ الدعوۃ والارشاد، کی خدمات سپرد کیں، جس کے رہنمائی کے لئے شیخ بن باز کو منتخب کیا گیا تھا لباس جو ابتدائی عمر میں تھا، سادہ وضع کا نصف ساق تک طویل کرتہ (ثوب) سر پر نجدی انداز کا سرخ رومال جس کو "شماغ" کہتے ہیں، اور پیر میں چمڑے کی چپل، ہاں شیخ (عبا) بھی ان کے لباس کا جز، تھا، بہت ہی مخیر، مہمان نواز، حفظ مراتب کا لحاظ رکھنے والے، اہل علم کے قدرداں، دین کی خدمت کرنے والوں کے خادم، وسیع القلب، پابند اوقات بزرگ تھے، کام صبح سے لے کر عشاء کے بعد تک کرتے رہتے تھے، برصغیر، افریقہ، یورپ، امریکہ ہر جگہ سے دینی خدمت کرنے والے، انجمنوں اور مدرسوں والے، طلبہ، علماء، اصحاب حاجت، سفارشوں کے طلب گار، دینی احکام اور فتووں کے خواستگار کثرت سے ان کے دفتر، اور مکان دونوں جگہ ان کو گھیرے رہتے، اور شیخ حسب امکان ہر ایک کی سنتے اور ہر ایک کے کام آتے، کسی کے حق میں فیصلے عجلت میں نہ کرتے، درخواستوں اور خطوط کا ہمیشہ انبار رہتا، ہر کام کے لئے علاحدہ سنجے تھے، اور سب کی سربراہی حاضر دماغی کے ساتھ انجام دیتے، روزانہ زیر مطالعہ کتاب کا ایک حصہ سنتے، اخبارات اور ریڈیو سے بھی معلومات حاصل کرتے، ان کا دسترخوان وسیع تھا، ہر روز پچاس ساٹھ آدمی ان کے ساتھ کھانا کھاتے، اور جب کوئی بھی کسی دوسرے شہر سے ان کے پاس جاتا تو کھانے پر مدعو کرتے۔

اپنے معاصر علمائے دین کا دل سے احترام ملحوظ رکھتے، عقیدۂ توحید کے پرجوش داعی تھے، مگر ان کا انداز نصیحت اور طرز خطاب جارحانہ نہیں تھا، وہ دوسروں سے لطف کا برتاؤ کرتے، عنف (سختی) کا نہیں، حکومت میں ان کا درجہ ایک سینئر وزیر کا تھا، مگر دل سے وہ فقیر تھے، فقہی مسلک کے لحاظ سے شاہی خاندان حنبلی ہے، مگر شیخ غیر مقلد تھے۔ لیکن کسی فقہ کے مقلد علماء کے درپے آزار نہیں ہوتے ——

شیخ بن باز کے سانحۂ ارتحال پر حضرت مولانا مدظلہ کا تعزیتی پیغام

محترم المقام نائب مفتی عام مملکت سعودیہ عربیہ ۔ ریاض حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فقیہہ عصر علامہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے سانحۂ ارتحال سے بڑا قلق اور رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی رحمت وسکینت سے نوازے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

شیخ بن باز دعوت وتبلیغ کے میدان میں ایک بلند مقام ومرتبہ کے حامل تھے۔ ان سے میری رفاقت اور علم دوستی کا تعلق تقریباً چالیس سال سے قائم تھا، یہ تعلق رابطہ عالم اسلامی، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور مختلف دعوتی اور اصلاحی جلسوں اور کانفرنسوں میں رہا۔ اور جب بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا انکی علمی روحانی اور دعوتی شخصیت میں دین کا درد اور جوش وجذبہ پایا اور شرق ومغرب میں دعوت واصلاح اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے سرگرم عمل دیکھا، انھیں ہمیشہ ہم نے دل دردمند فکر ارجمند سے متصف اور عظیم داعی ومخلص کی حیثیت سے پایا۔ اور جب بھی مجھے ان کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوگئی تو انھوں نے بڑا کریمانہ معاملہ فرمایا۔

شیخ بن باز جہد مسلسل اور اخلاص عمل کا ایک منفرد نمونہ تھے، وہ علوم شرعیہ اور دعوت دین کے میدان میں کام کرنے والے افراد کا برابر تعاون فرماتے تھے۔ شیخ کی وفات سے دین ودعوت کے میدان میں ایک عظیم خلا پیدا ہوگیا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دست بہ دعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے، عالم اسلام کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور آپ حضرات کو علم وعمل اور دعوت دین کے میدان میں ان کا جانشین بنائے

والسلام

مخلص: سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

۲۶ محرم ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۹۹ء

علاوہ مسجد نبوی اور مملکت کی تمام مسجدوں میں نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی اور مکہ مکرمہ کے میدان المدل میں سپرد خاک کئے گئے ان کے جنازہ کی نماز کے لئے خادم الحرمین شاہ فہد اور متعدد شاہزادگان سعودی اور وزراء شریک ہوئے۔ اور ہر ملک میں جہاں مسلمان آباد ہیں سبھوں نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی، حضرت مولانا مدظلہ نے تعزیتی پیغام فیکس سے بھجوایا، دارالعلوم کی مسجد میں تعزیتی جلسہ برائے دعائے مغفرت منعقد ہوا، طلبہ اور اساتذہ نے ان کی مغفرت اور رفع درجات کے لئے دعائیں کیں۔ وللہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ۔ جو اللہ نے لیا وہ اسی کا تھا اور جس کو باقی رکھا وہ بھی اللہ ہی کے حکم سے باقی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نوٹ:۔ شیخ بن باز مرحوم کے انتقال کی اطلاع پہلے ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اپنے خویش ڈاکٹر علی احمد صاحب کے حوالے دی جو ریاض میں مقیم ہیں اس کے متصلاً بعد وزارت الشئون الاسلامیہ کے نائب وزیر

(باقی ص ۲۷ پر)

حکمت وموعظت حسنہ، ان کا شعار تھا، کتاب وسنت کا وسیع علم رکھتے تھے، اور رطب ویابس کے درمیان تمیز کی قوت بھی اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھی۔

ہمارے مخدوم ومربی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ سے ان کے دوستانہ ومخلصانہ مراسم تھے، مدینہ منورہ کی مجلس استشاری اور رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیسی کے جلسوں میں جب مولانا کی تقریر ہوتی تو غور سے سنتے اور دوران تقریر استحسان اور تائید کا اظہار اللہ اکبر کی تکرار سے کرتے، اور جب ان سے ملنے کے لئے مولانا ان کی قیام گاہ یا دفتر جاتے تو سب کام چھوڑ کر پوری طرح آپ کی طرف متوجہ رہتے، خصوصی طور پر کھلنے کے لئے مدعو کرتے، اور اس کا اہتمام ملحوظ رکھتے جب دوسرے نمائندے ان سے ملتے تو سب سے پہلے مولانا کی خیریت دریافت کرتے سلام کہلاتے، اور محبت وتعلق کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو اہل علم ودین کی خدمت کے مواقع بھی دیئے تھے اور توفیق بھی۔ زندگی بھر اپنے وطن میں رہے، بیرون ملک کا کوئی سفر نہیں کیا۔ اپنی وضع اور اوقات کے پابند تھے۔

شیخ بن باز کے جیسے عالم دین ہر زمانہ میں نہیں پیدا ہوتے، انھوں نے آنکھوں سے مذدوری کے ساتھ اتنے وسیع اور متنوع کام کئے ہیں جو ایک صاحب بصیرت موفق من اللہ بندہ ہی کر سکتا ہے۔

جمعہ ۲۸ محرم کو حرم بیت اللہ الحرام میں ان کی نماز جنازہ ہوئی جس میں دو لاکھ شریک ہونے والوں کی اطلاع ہے، مسجد حرام کے

توحید خالص اور اتباع سنت کی دعوت

● حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

ذیل کا مضمون حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم کی وہ اہم تقریر ہے جو مدرسہ فلاح المسلمین تیندوا ضلع بریلی میں، ۲ شوال المکرم ۱۴۱۹ھ کو نویں تعلیمی سال کے موقع پر وہاں کے عوام اور اساتذہ کے سامنے کی گئی، یہ مدرسہ نصیر آباد کے قریب واقع ہے جو حضرت مولانا مدظلہ کے خاندان کا مسکن رہ چکا ہے اور وہیں سے حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ تکیہ کلاں رائے بریلی تشریف لائے تھے، عہد اخیر میں نصیر آباد کے اسی خاندان کے دو بزرگوں مولانا توجہ احمد صاحب نصیر آبادی اور مولانا سید محمد امین صاحب نصیر آبادی نے اس علاقہ میں اور قریبی اضلاع اعظم گڑھ، جونپور، سلطان پور، پرتاپ گڑھ وغیرہ میں توحید وسنت کی دعوت کا بڑا کام کیا۔ جس کے اثرات اب تک نمایاں ہیں۔

ہم مولوی افتخار احمد ندوی کے مشکور ہیں کہ انھوں نے ٹیپ ریکارڈ سے نقل کر کے یہ تقریر پیش کی جواب نذر قارئین کی جاری ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

میرے عزیز دوستو اور بھائیو!

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں خاص طور پر اپنے عزیز طلبہ کو جو اس علاقہ سے یا علاقہ کے آس پاس سے آئے ہیں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا انعام فرمایا ان پر بلکہ ان کے والدین پر کہ جنھوں نے اپنے بچوں کو ایسے مدرسہ میں دینی تعلیم کے لئے بھیجا جو ایک ایسی جگہ پر واقع ہے اور ایسے بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے، جو صحیح عقیدہ پر تھے۔ توحید خالص کے عقیدہ پر تھے اور اتباع سنت ان کا دستور تھا۔ اتباع سنت پر عمل تھا۔ اور شرک وبدعت سے ان کو سخت نفرت تھی، کسی کو گندگی سے اتنی نفرت نہیں ہوسکتی، نجاست سے اتنی نفرت نہیں ہوسکتی، بیماریوں سے اتنی نفرت نہیں ہوسکتی اور جسمانی درد وتکلیف سے اتنی وحشت اور پریشانی نہیں ہوسکتی جتنی ان کو شرک وبدعت کی باتوں سے نفرت تھی۔ اس علاقہ کا فیض بہت دور دور تک پہنچا۔ اس میں ایسی ہستیاں پیدا ہوئیں جن کی مثال تاریخ میں ملنا مشکل ہے تاریخ میرا موضوع ہے، تاریخ پڑھتا ہی نہیں بلکہ لکھتا بھی ہوں آپ سے کہتا ہوں، پورے وثوق کے ساتھ اور مطالعہ کی روشنی میں کہتا ہوں کہ یہاں ایسی ہستیاں پیدا ہوئیں کہ ہندوستان میں بھی بہت کم ایسے مرتبہ کی ہستیاں پیدا ہوئیں، ان کو سارے ہندوستان نے مانا، اور ان کو سر پر بٹھایا اور آنکھوں میں جگہ دی۔ اور جب ذکر کرتے ہیں اپنی کتابوں میں تو ایسے ادب کے ساتھ اور ایسی عقیدت کے ساتھ کرتے ہیں کہ تعجب ہوتا ہے۔ اس میں حضرت شاہ علم اللہؒ جو اسی علاقہ سے رائے بریلی چلے گئے اور وہاں قیام اختیار کر لیا۔ اور مسجد بنائی اور وہاں اللہ کا نام سکھانا شروع کیا۔ اللہ رسول کے نام سے لوگوں کو واقف کرانا شروع کیا۔ توحید وسنت کی تعلیم دی اور شرک وبدعت کی خباثت سے احتیاط کرنے اور شریعت پر عمل کرنے کا پورا عادی بنایا ان کے حالات میں کتابیں بھی ہیں اور ان کا تذکرہ دور دور پھیلا۔ ان کے بعد انھیں کے پوتے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا لوگ جنھیں امام المسلمین اور تیرہویں صدی کا مجدد مانتے ہیں اور ہم نے اپنے بزرگوں کو اور دیوبند کے بزرگوں کو اور اس کے آس پاس دہلی کے بزرگوں کو دیکھا ہے۔ ان کا نام بڑے ادب سے لیتے تھے۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ فرماتے تھے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ وہ بزرگ تھے جن کی وجہ سے ہم لوگ مسلمان ہیں اور اسلام پر پورا عمل کر رہے ہیں۔ سید صاحب کی تحریک سے سارا ہندوستان متاثر ہوا۔ انھوں نے اللہ کے راستہ میں شہادت پائی ان کا یہ حال تھا کہ وہ جدھر سے گذر جاتے تھے کسی شہر میں تھوڑی دیر کیلئے ٹھہر جاتے تھے تو وہاں سے شرک وبدعت کا فور ہوجاتی تھی اور اس کا نام مٹ جاتا تھا۔ اور لوگ حرام پیشہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اخلاق ان کے سدھر جایا کرتے تھے۔ پاکیزگی ان میں پیدا ہوجاتی تھی اللہ کا ڈر پیدا ہوجاتا تھا۔ مخلوق خدا کا خیال پیدا ہوجاتا۔ بڑی بڑی کتابیں ان کے حالات پر لکھی گئی ہیں۔ انگریزی میں بھی، اور عربی میں

بھی، اردو اور فارسی میں بھی۔

ان کا ذکر کسی پڑھے لکھے آدمی کے سامنے کر کے دیکھئے یہاں سے لیکر افغانستان تک سب ان سے واقف ہیں ان کے بعد حضرت خواجہ احمد صاحب نصیر آبادی، کی وجہ سے بہت دور تک اتباع سنت کا رواج پھیلا اور شرک بدعت سے نفرت ہوئی اور پھر آخر میں حضرت مولانا سید محمد امین صاحب نصیر آبادیؒ جن کے دیکھنے والے ابھی زندہ ہوں گے وہ بھی اس خاندان کی وجہ سے یہاں سے جونپور تک اور اعظم گڑھ تک اور آس پاس کے جتنے اضلاع ہیں ان میں سنت کا نور پھیلا اور توحید کا عقیدہ پھیلا، شرک بدعت سے نفرت پیدا ہوئی جب ہم ندوۃ العلماء میں پڑھتے تھے وہاں ایک بڑے عالم تھے، مولانا شبلی فقیہ، ان سے ہم فقہ کی کتابیں پڑھتے تھے وہ کہنے لگے کہ دیکھو ہمارے اعظم گڑھ میں کوئی شرک و بدعت کو نہیں جانتا، نہ امام باڑے ہیں نہ شرک ہے نہ بدعت، ہم نے کہا الحمد للہ خوشی کی بات ہے، فرمایا جانتے ہو کیوں؟ ہم نے کہا فرمائیے، فرمایا کہ حضرت خواجہ احمد صاحب نصیر آبادیؒ اور مولانا محمد امین صاحبؒ کی وجہ سے، ان کی آواز وہاں تک پہونچی، یا قدم مبارک پہونچے تو کبھی کبھی شہر کا شہر صاف ہو گیا۔

ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں آپ ایسی جگہ کے رہنے والے ہیں، یہ مدرسہ ان کی دعاؤں کی مقبولیت کا نتیجہ ہے، کہ اتنے دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہاں اس کی توفیق عطا فرمائی کہ اتنا بڑا مدرسہ بنا، کہ کم جگہ ایسے مدرسے ہیں اس مرتبہ ہم بہت دنوں کے بعد آئے مدرسہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ یہاں اتنی بڑی بڑی عمارتیں ہیں کئی سو طلبا، رہتے ہیں اور اچھے اچھے استاد ہیں، میں آپ سے کہتا ہوں اور یہ بات ذہن میں تازہ کر لیں ذہن میں جب چیز تازہ نہیں ہوتی تو وہ رسمی بن جاتی ہے تو اس کا اثر نہیں پڑتا۔ کبھی کبھی اس کا شکر ادا کیا کریں، نمازوں کے بعد شکر ادا کریں، کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں ایسی بستی میں پیدا کیا اور ہم کو ایسے مدرسہ میں بھیجا اور ایسے مدرسہ کا ہمارے لئے انتخاب کیا جو صحیح عقیدے پر قائم ہے، توحید و سنت پر قائم ہے یہی بنیاد ہے۔

اگر توحید و سنت نہیں ہے تو چاہے ہوا میں اڑے، چاہے پانی پر چلے، چاہے سارے دن ساری رات نماز پڑھے۔ تو کوئی فائدہ نہیں ہے، اصل چیز توحید و سنت ہے یہی دین کی بنیاد ہے، یہ دین اللہ کے رسولؐ لے کر آئے، اس دین کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا ہے۔ دین کے ایک ایک حکم کا پابند ہونا ہے، اس کا ادب کرنا ہے، شرک و بدعت کے سایہ سے دور رہنا ہے۔ اور دل سے اس سے نفرت کرنا ہے یہ دین کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اے اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

قدیم مذاہب جو ناکام ہوئے وہ اس لئے کہ اخیر میں جا کر بے اصل ہو گئے کہ ان میں وہ غلط عقائد شامل ہو گئے، رسم و رواج شامل ہو گئے وہ مذہب، مذہب نہیں رہا بلکہ ایک رواج بن گیا ان کے بزرگ یوں کیا کرتے ہیں اور ہمارے بزرگ یوں کیا کرتے تھے۔ اس طرح عبادتیں کرنی چاہئیں، اس طرح بلانا چاہئے۔ اس طرح پہننا چاہئے۔ اس طرح تعظیم کرنی چاہئے۔ اس طرح بزرگوں کے مزار پر سر جھکانا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے، کیسے کیسے رواج و فضول خرچی شادی بیاہ میں کیسی کیسی رسمیں شامل ہو گئیں کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

ہندو مذہب کو دیکھ لیجئے، جین مذہب کو دیکھئے، سب رواجوں کا نام ہے، ہمارے خاندان میں بھی اس طرح ہوتا آیا ہے۔ اور یہ ہمارے یہاں کا دستور ہے ہم تو یہ کریں گے۔ اللہ کا حکم کیا ہے، اس کے رسول کا حکم کیا ہے، دین کیا کہتا ہے کتابیں اور آسمانی صحیفے کیا کہتے ہیں حضورؐ کی سنت کیا کہتی ہے، اس سے بحث نہیں ایسا ہوتا آیا ہے۔

"اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ (سورۂ زخرف ۲۳)

ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے ہی کرتے پایا ہے ہم تو وہی کریں گے،

اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس مضمون کو اپنے ذہن میں تازہ رکھنا چاہئے جب چیز بھولی بسری ہو جاتی ہے تو اس کا اثر نہیں رہتا، کبھی کبھی اس بات کو تازہ کر لینا چاہئے۔ سوچنا چاہئے، اپنے ذہن کو بیدار کرنا چاہئے کہ ہم کہاں ہیں۔ کس جگہ ہیں، یہاں کیسے کیسے لوگ تھے، کیا ان کی دعوت تھی، کس چیز کے لئے انھوں نے قربانیاں دیں، جان و مال عزت و آبرو سب اس پر لگا دی وہ یہ کہ صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کرو، اس کے سوا کسی کو کارساز، کسی کو مددگار اور کسی کو مشکل کشا، اور کسی کو حاجت روا نہ سمجھا جائے۔ وہی ہے جو دیتا ہے، وہی ہے جو عزت دیتا ہے، وہی ہے جو روزی دیتا ہے، وہی ہے جو اولاد دیتا ہے۔ وہی ہے جو صحت دیتا ہے، وہی ہے جو زندگی بڑھاتا ہے، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔ اس کا کام ہے پیدا کرنا، حکومت چلانا، انتظام کرنا۔

میرے عزیزو! پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اللہ کا شکر ادا کریں، اللہ آپ کے والدین کو جزائے خیر دے گا۔ اور اللہ ان کا سایہ قائم رکھے اگر زندہ ہیں اور اگر دنیا سے چلے گئے تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے کہ انھوں نے آپ کو کسی انگریزی اسکول میں نہیں بھیجا ورنہ آپ کچھ نہ جانتے کہ آپ کون ہیں اور کس نے یہ دنیا بنائی ہے۔ اور کس لئے بنائی ہے، کس طرح اس کو راضی کرنا چاہئے۔ اور کیا اس کی رضا و خوشی کے کام ہیں کیا ناپسندیدگی کے کام ہیں، کیا حرام ہے کیا حلال ہے، کیا صحیح عقیدہ ہے کیا غلط عقیدہ ہے، کیا گمراہی ہے کچھ نہیں جانتے وہاں یہ چیزیں بتائی ہی نہیں جاتیں، وہاں تو بس یہ ہے کہ فارغ ہو جائیں، کوئی چھوٹی موٹی نوکری مل جائے جس سے اپنا پیٹ بھر سکیں اور اپنا گھر چلا سکیں، باقی نہ عقیدہ نہ اخلاق نہ تربیت اور نہ صحیح انسانیت کچھ نہیں، اس پر شکر ادا کریں کہ ــــ، اللہ نے آپ کی حفاظت فرمائی جب چیز کی اہمیت دل میں نہیں ہوتی تو آدمی اس کا شکر نہیں ادا کرتا۔ تو یہ بہت بڑی دولت سے محرومی ہوگی۔

"لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ"

قرآن شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے اگر تم شکر کرو گے تو اور زیادہ تم کو دوں گا، تو قرآن مجید میں شکر ادا کرنے کی اس کے جاننے کی اور محسن کے پہچاننے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ تو آپ شکر کریں کہ اللہ نے والدین کو ہمارے سرپرستوں کو توفیق دی جنھوں نے ہمیں یہاں بھیجا، تاکہ ایسی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کریں جہاں صحیح عقیدہ بتایا جاتا ہے۔ اور جہاں دین سکھایا جاتا ہے، اخلاق بتایا جاتا ہے، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی تعلیم اور سنتوں پر چلنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اگر شکر کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوگا۔ "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ" اگر تم شکر کرو گے تو اور زیادہ دیں گے، اور یہ کچھ نہ خیال کیا۔ میں درجہ میں گئے پڑھ لیا۔ کھانا کھا لیا، نماز کا وقت آیا نماز پڑھ لی لیکن یہ پتہ نہیں کہ ہم کہاں ہیں، یہاں کی کیا خصوصیت ہے، یہاں کی کیا تعلیم ہے کس بنیاد پر وہ قائم ہے تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۔ وہ مسجد جو خدا کے خوف پر قائم کی گئی اس کی بنیاد رکھی گئی۔ وہ زیادہ اس کی مستحق ہے کہ تم خدا کی عبادت کرو، ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقدر فرمایا کہ آپ اس مدرسہ میں آئے جو صحیح عقیدہ کا مرکز ہے، صحیح العقیدہ قصبے کے قریب واقع ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بانی اول مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے۔ انھوں نے اسی جذبہ سے اسے قائم کیا کہ یہاں صحیح دین سکھایا جائے طالب علموں کو داعی بنایا جائے۔ ان کو معلم بنایا جائے، ان کو نمونہ بنایا جائے، نہ صرف خاندان کے لئے بلکہ قصبات کے لئے بھی، بلکہ اس سے بڑھ کر سارے عالم کے لئے ان کو تیار کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ تعلیم حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں، اللہ تعالیٰ نے اس امت کی قسمت دین سے وابستہ کی ہے، ہم جو چیز بار بار پڑھتے ہیں تو خیال نہیں آتا، بڑے غور کرنے کی بات ہے کہ جب پہلی وحی نازل ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقریباً پانچ چھ سو برس بعد یہ عزت انسانیت کو ملی ہے، صحیح نسل کو ملی ہے، ایک ہستی کو، ایک مخلوق کو جن کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو مکہ کے رہنے والے تھے، نبوت کے لئے ان کا انتخاب فرمایا۔ وہ پڑھے ہوئے نہیں تھے وہ اُمی تھے اور قرآن مجید میں بھی یہ لفظ بار بار آتا ہے اور اس کے معنی ہیں ان پڑھ۔ آپ نے تعلیم حاصل ہی نہیں کی مکہ میں تعلیم کا رواج ہی نہیں تھا۔ یا آپ کو موقع نہیں ملا، اور ایسے حالات تھے کہ نہ وہاں مدرسے تھے نہ مکاتب تھے تو آپ نبی اُمی ہیں، اور یہ قوم بھی اُمی کہلاتی ہے کیونکہ وہ قوم بھی ان پڑھ تھی بلکہ وہ کہا کرتے تھے "نَحْنُ اُمَّةٌ اُمِّيُّوْنَ" فخر کے طور پر کہتے تھے ہم ان پڑھ لوگ ہیں اس کو بڑے عزتی کی بات نہیں سمجھتے تھے، ایسے انداز سے کہتے تھے کہ اس پر فخر ہو، ہم لوگ پڑھے لکھے لوگ نہیں ہیں، کہ پڑھے لکھے لوگ معلوم نہیں کیا کیا کرتے ہیں، کیسی کیسی چالاکی کرتے ہیں، اس لئے وہ کہتے تھے کہ ہم ان پڑھ لوگ ہیں، یہودی بھی کہتے تھے ان کو تکلیف پہونچانا یا ان کی کسی چیز پر قبضہ کر لینا گناہ نہیں ہے، یہ اُمی لوگ ہیں، انکو تکلیف دینے سے ان کی چیز پہ قبضہ کر لینے سے کوئی گناہ نہیں ہوا کرتا۔ جیسے آدمی جانوروں سے کہے کہ اس کے مارنے ہنکا لینے یا تکلیف دینے یا کام لینے میں کوئی حرج نہیں،

ایسے نبی اُمی پر ایسی امت امیہ پر اور ایسے امی مقام و شہر میں پہلی وحی نازل ہو رہی ہے اور آسمان سے رشتہ قائم ہو رہا ہے۔ اور جس چیز سے رشتہ قائم ہو رہا ہے۔ اور چھ سو برس کے بعد قائم ہو رہا ہے۔ اس کے پہلے پیغام میں کیا کہا جاتا۔ پتہ نہیں کیا کیا چیزیں ہیں کہنے کی، پورا قرآن شریف بھرا ہوا ہے اور آپ پڑھیں گے اور عمر کی سمجھنے لگیں گے، کہ معلوم نہیں کیا کیا علوم اور اعلیٰ درجہ کے حقائق، اور کیا کیا خرابیاں ان کے اندر تھیں، وہ ایسی تھیں کہ ان

میں سے کسی ایک کو نشانہ بنایا جا سکتا تھا کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کرنا" جو چیز اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے اس کو مت کرنا۔ اور ایسے ہی بہت سی بداخلاقیاں تھیں، لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے، اس وحی کے ذریعہ جو پہلی تعلیم دی جا رہی ہے کہ پڑھو مکتبے ایسے لوگ ہیں جو کتابوں کے مصنف ہیں لیکن ان کو ظلم کرنے میں، جھوٹ بولنے میں، لوگوں کو غلام بنانے میں، اپنی خواہش پوری کرنے میں کوئی عار نہیں ہوتا۔ ایک ہندوستانی فلسفی لندن گئے وہاں کسی نے کہا کہ دیکھئے، چند گھنٹہ میں ہم ہوائی جہاز کے ذریعہ پیرس پہونچ سکتے ہیں۔ سمندر پار کر سکتے ہیں۔ تو ہمیں اڑنا بھی آتا ہے اور تیرنا بھی آتا ہے، انھوں نے کہا لیکن زمین پر چلنا نہیں آتا، زمین پر آدمی کی طرح چلنا نہیں سیکھا۔ متکبروں کی طرح چلتے ہو، ظالموں کی طرح چلتے ہو، بس خالی علم کافی نہیں ہے۔ بلکہ وہ علم جو اللہ کے نام سے شروع ہو۔ صرف یہ نہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لی جائے بلکہ اللہ کی محبت سے شروع ہو، اللہ کے خوف سے شروع ہو، اللہ کے احکامات و ہدایات معلوم کرنے سے شروع ہو، ادب و تعظیم کے ساتھ شروع ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی اور آپ کے لئے یہ جگہ بھی انتخاب کی۔ اور آپ کو توفیق دی کہ قرآن و حدیث کا علم پڑھیں، جس سے عقائد صحیح ہوں کہ آپ گناہوں سے بچیں، گناہوں کی قباحت، گناہوں کی خرابی، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں، اس پر شکر ادا کرنا چاہیے۔ شکر ادا کرنے سے افزائش ہوتا ہے۔ "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ" اس پر شکر کیا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اس جگہ کا اور اس مدرسہ کا انتخاب کیا، آپ کی عمر کے لوگ، کنبہ و خاندان کے بچے ایسے اسکولوں اور کالجوں میں پڑھتے ہیں جہاں ہندی دیو مالائی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور وندے ماترم پڑھایا جاتا تھا۔ لیکن اللہ نے آپ کو بچایا۔ آپ شکر ادا کریں، استعداد پیدا کریں۔ اعتراف کریں انشاء اللہ عمر میں برکت ہوگی علم میں برکت ہوگی، یہی مقصد ہے کہ آپ کو صحیح عقائد معلوم ہونا چاہئے، کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والی صرف ایک خدا کی ذات ہے، خدا ہی پیدا کرنے والا ہے وہی جلانے والا ہے، "أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ" وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ" اس میں نہ کسی نبی کا دخل ہے نہ کسی ولی و ابدال کا دخل ہے نہ کسی فرشتہ کا دخل ہے، وہی اولاد دیتا ہے، وہی روزی دیتا ہے، وہی مارتا ہے، وہی جلاتا ہے، یاد رکھئے اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا کام ہے اس کو چلانا، اور انتظام کرنا۔

آپ ایسی جگہ ہیں جہاں صحیح عقیدہ کی تعلیم دی جاتی ہے کتاب و سنت کی تعلیم دی جاتی ہے، نمازوں کی پابندی کی جاتی ہے، یہاں مسجد بنی ہوئی ہے، پانچوں وقت کی نماز پڑھتے ہیں، دین کی تعلیم ہوتی ہے، قرآن کی تعلیم ہوتی ہے۔ اور قرآن و سنت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جو دینی مسائل آپ کو حلال و حرام کے، جائز و ناجائز کے یہاں بتائے جائیں ان کو آپ گھروں میں پہنچائیں، خاندانوں میں پہنچائیں، اور نیت کریں کہ آپ ایسے علاقہ کے رہنے والے ہیں کہ جہاں کی آواز افغانستان اور غزنی تک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ پہونچی جو اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے بعد مولانا خواجہ احمد صاحب پیدا ہوئے جو بہت بڑے بزرگ تھے۔ بہت سے لوگ ان سے فیضیاب ہوئے اور ولایت پائی۔ اس کے بعد مولانا محمد امین صاحب جو دین کے داعی اور مبلغ اور شرک و بدعت کے سخت مخالف، جس نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا شرک و بدعت سے نفرت کرنے لگا۔ یہ باتیں ذہن میں تازہ رکھئے اور اساتذہ کو بھی چاہئے کہ وہ بھی یاد رکھیں۔ اور طلباء کو شوق دلائیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے ان کو اجر عطا فرمائے ان کے اعمال میں اس کو شامل فرمائے اور جو لوگ مدرسہ کو چلا رہے ہیں اللہ ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے۔ اور مدرسہ کو ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

سہل اسلوب دلنشیں ترتیب کے ساتھ
اصول فقہ پر بزبان عربی
الموجز فی اصول الفقہ
تالیف: محمد عبید اللہ الاسعدی
مطبوعہ: ــــ دار السلام قاہرہ
صفحات: ۳۵۰، قیمت ۲۵۰/- روپے
ملنے کا پتہ:
• المکتبۃ الندویہ ندوۃ العلماء لکھنؤ
• مکتبہ دار الایمان نزد مظاہر علوم جدید سہارنپور

صحابۂ کرامؓ کا مقام و مرتبہ

مولانا تقی الدین ندوی مظاہری، استاذ حدیث الامارات ابوظبی

نبوت و رسالت کے آخری سلسلہ کی تکمیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کر دی گئی اب آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ آپ کی شریعت آخری شریعت ہے، اور قیامت تک آنے والے انسانوں اور قوموں کے لئے اس کو خدا کا آخری قانون بنایا گیا، اس لئے قیامت تک اس کو محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی فرمایا گیا ہے "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" اس لئے قرآن کے الفاظ اور اس کے معانی دونوں کی حفاظت کی گئی ہے، جس طرح اس کی لفظی حفاظت کی گئی اسی طرح عملی حفاظت کا بھی انتظام فرمایا گیا۔

حفاظت کے ذرائع میں صحابۂ کرام کی جماعت سب سے اول ہے، ان حضرات کی راست گفتاری اور صدق مقالی پر ان کی زندگی کا ایک ایک حرف گواہ ہے، ان کی عقل، رزانت و متانت پر ان کے کارنامے شاہد عدل ہیں، یہی وہ مقدس جماعت ہے جن کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ و تصفیہ کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست معلم و مزکی، استاذ و نگراں مقرر کیا گیا۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

بہ تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب کہ بھیجا ان میں ایک رسول ان ہی میں سے کہ تلاوت کرتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور تعلیم کرتا ہے ان کو کتاب و حکمت کی اور بالیقین تھے وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں۔

چونکہ ان حضرات صحابۂ کرامؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی و عملی میراث اور آسمانی امانت سپرد کی جا رہی ہے، اس لئے قرآن و حدیث میں ان کے عادل ہونے کی شہادت دی گئی۔

قرآن مجید نے ان کی تعدیل کی اور ان کا تزکیہ کیا، ان کے اخلاص و تقویٰ، دیانت و امانت پر شہادت دی اور انھیں یہ رتبۂ بلند ملا کہ اس جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر عادل گواہوں کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، اور جو ایماندار لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں، تم ان کو دیکھو گے رکوع، سجدے میں، وہ چاہتے ہیں صرف اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی، ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدے کا نشان ہے۔

گویا محمد رسول اللہ ایک دعویٰ ہے اور اس کے ثبوت کے لئے حضرات صحابۂ کرامؓ کی سیرت و کردار کو بطور دلیل پیش کیا گیا، کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شک و شبہ ہو اسے آپ کے ساتھیوں کی پاکیزہ سیرت کا مطالعہ کرنے کے بعد خود اپنے ضمیر سے یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ جس کے رفقاء اتنے بلند اخلاق و کردار کے مالک ہوں، خود وہ کتنے اونچے مقام پر فائز ہوں گے ؎

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

قرآن مجید نے صحابۂ کرامؓ کے راستہ کو ایک معیاری راستہ قرار دیا۔ ان کی مخالفت رسول کی مخالفت قرار دی گئی۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى

(سورہ نساء ع ۱۷)

اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب کہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی ہو، اور چلے مومنوں کی راہ چھوڑ کر، ہم اسے پھیر دیں گے جس طرف پھرتا ہے۔

اس آیت کریمہ کے اولین مصداق صحابۂ کرامؓ کی مقدس جماعت ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اتباع نبویؐ کی صحیح شکل صحابۂ کرامؓ کی سیرت و کردار اور ان کے اخلاق و اعمال کی پیروی ہے، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب صحابۂ کرامؓ کی سیرت کو اسلام کے اعلیٰ معیار پر تسلیم کر لیا جائے۔

اس قسم کی بہت سی آیات میں صحابۂ کرامؓ کے مناقب و فضائل مختلف عناوین سے بیان کئے گئے ہیں، اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ دین کے سلسلۂ اسناد کی پہلی کڑی (معاذ اللہ) اگر ناقابل اعتماد ہو ان کے اخلاق و اعمال میں خرابی

بسالی جائے (خاکم بدہن) اگر ان کے بارے میں یہ تصور قائم کر لیا جائے، کہ وہ بھی حب جاہ و حب مال میں گرفتار تھے، اقربا پروری و خویش نوازی میں مبتلا تھے تو دین کی ساری عمارت مسمار ہو کر رہ جائے گی۔

دنیا کا یہ دستور ہے کہ جب کسی خبر یا واقعہ کو رد کرنا ہو تو اس کے راویوں کو جرح و تنقید کا نشانہ بنایا جائے، ان کی سیرت و کردار کو ملوث کیا جائے، ان کی ثقاہت و عدالت کو مشکوک بنایا جائے۔

صحابہ کرامؓ دین و شریعت کے سب سے پہلے راوی ہیں، اس لئے چالاک فتنہ پردازوں نے مذہب اسلام کے خلاف سازش کی اور اس سے لوگوں کو برگشتہ کرنا چاہا، تو سب سے پہلے صحابہؓ کو ہدف تنقید بنایا۔ چنانچہ تمام فرق باطلہ اپنے نظریات کے اختلاف کے باوجود اس میں متفق نظر آتے ہیں۔ ان لوگوں نے مقدس جماعت کی سیرت و کردار کو داغدار بنانے اور ان کی شخصیت کو نہایت غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ ان کے اخلاق و اعمال پر تنقیدیں کی گئیں، ان پر حب جاہ و حب مال، غصب و خیانت، کنبہ پروری، اقربا نوازی کی تہمتیں لگائی گئیں، یہی نہیں بلکہ ان کی پاکیزہ ہستیوں کو جن کے ایمان کو حق تعالیٰ نے معیار قرار دیا ہے "امنوا کما امن الناس" انھیں کے ایمان و کفر کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا، حالانکہ یہ وہ جماعت ہے جس نے اسلام کی آبیاری اپنے خون و پسینے سے کی تھی۔

تاریخ شاہد ہے کہ ان حضرات صحابہؓ نے اپنے ماں، باپ، بیوی، بچوں، اپنی جائداد و املاک حتیٰ کہ جان عزیز تک کو راہ خدا میں قربان کرنے سے گریز نہیں کیا تھا۔

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔" (سورہ احزاب)

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے سچ کر دکھایا۔ جو عہد انھوں نے اللہ سے باندھا بعض نے تو جان عزیز تک اس راستہ میں دے ڈالی اور بعض اس کے منتظر ہیں۔ اور ان کے عزم و استقلال میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں ہوئی۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

حافظ ابو زرعہ رازی جماعت صحابہ کرامؓ کی عدالت و ثقاہت کے بارے میں فرماتے ہیں "جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے کسی فرد پر تنقید کر رہا ہے، تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے۔ اس لئے کہ رسولؐ برحق ہیں، قرآن برحق ہے، اور جو کچھ رسولؐ لائے ہیں، وہ برحق ہے، ان سب کے ہمارے لئے صحابہ کرام ناقل ہیں یہ زنادقہ ہمارے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ کتاب و سنت کو باطل کر دیں، اس لئے وہ خود بدرجۂ اولیٰ مجروح ہیں۔"

تقریباً حدیث کی اکثر کتابوں میں "مناقب صحابہؓ" پر مستقل ایک کتاب قائم کی ہے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات نقل کئے گئے ہیں جو اس مقدس جماعت کے مقام و مرتبہ کو اور ان کی خصوصیات و فضائل، اوصاف و کمالات کے بارے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے آپ کا یہی مقصد تھا کہ اپنی امت کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے کہ اس جماعت کو عام افراد انسانی پر قیاس نہ کیا جائے ؎

کار پاکاں رقیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ ہیں، ان کی محبت عین محبت رسولؐ ہے، ان کے بارے میں ادنیٰ لب کشائی ناقابل عفو جرم ہے۔

آپ نے فرمایا۔

"اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضاً من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ۔" (حدیث)

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملہ میں ان کو میرے بعد ہدف تنقید نہ بنانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو اذیت پہونچائی اس نے اللہ کو اذیت پہونچائی اور جس نے اللہ کو اذیت پہونچائی قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑ لے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھباً ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ۔ (حدیث)

میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ تمہارا وزن ان کے مقابلہ میں اتنا بھی نہیں جتنا پہاڑ کے مقابلے میں تنکے کا ہو سکتا ہے تم میں سے ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ایک مد جو کے برابر نہیں پہونچ سکتا۔ اور نہ اس کے عشر عشیر کے۔

علامہ خطیب بغدادی صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب میں بہت سی آیات و احادیث لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

وجمیع ذلک یقتضی القطع علی تعدیلھم ولا یحتاج احد منھم مع تعدیل اللہ

لہ الی تعدیل احد من الخلق لہ علی انہ لو لم یرد من اللہ عزوجل ورسولہ فیھم شئی مما ذکرنا لاوجبت الحال التی کانوا علیھا فی الجھاد والھجرۃ والنصرۃ و بذل المھج والاموال وقتل الآباء والاولاد والمناصحۃ فی الدین وقوۃ الایمان والیقین القطع علی تعدیلھم والاعتقاد لنزاھتھم وانھم افضل من جمیع الخالفین والمعتدلین الذین یجیئون بعدھم ھذا مذھب کافۃ العلماء۔

یہ سارے دلائل (جو بیان کئے گئے) ان کی عدالت کے قطعی طور پر مقتضی ہیں۔ ان میں ایک فرد بھی اللہ تعالیٰ کے عادل قرار دینے کے بعد مخلوق کی تعدیل کا محتاج نہیں ہے ان صحابہ کرام کے متعلق اگر اللہ و رسول کے وہ ارشادات وارد بھی نہ ہوئے ہوتے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور جن میں ان کی مدح اور تعریف و توثیق کی گئی ہے تب بھی ان کے جو حالات تھے۔ یعنی راہ خدا میں جہاد، ہجرت و نصرت، جان و مال کی قربانی، اللہ کی رضا کے لئے اپنے آبا و اجداد اور اولاد و اقارب کے قتل پر آمادہ ہو جانا اور دین کی خیر خواہی اور اللہ و رسولؐ کی وفاداری اور ایمان و یقین کی قوت، تو جو شخص بھی ان کے حالات کو پیش نظر رکھے گا وہ قطعی طور سے عادل ہونے اور ان کے پاک دامن ہونے کا فیصلہ کرے گا اور یہ حضرات تمام بعد میں آنے والوں سے افضل ہیں۔ اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

اگرچہ ان کے درجات میں باہم تفاوت تھا، مگر ان کا اخلاص و للّٰہیت، تقویٰ و دیانت پر پوری امت کا اتفاق ہے ؎

لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

اس کے بعد اگر کوئی شخص ان حضرات کو عام انسانوں کی سطح پر رکھ کر تنقیدیں شروع کر دے تو اس سے یہی لازم آئے گا کہ "معاذ اللہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منصب تزکیۂ نفوس کو بخوبی انجام نہیں دے سکے یہ قرآن حکیم کی صریح تکذیب ہے۔

غرض یہ کہ صحابہ کرامؓ پر تنقید کا نتیجہ صرف انھیں تک محدود نہیں رہتا، بلکہ خدا اور رسول کتاب و سنت سب اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ اور دین کی پوری عمارت منہدم ہو جاتی ہے اہل حق کا یہ امتیازی نشان رہا ہے، کہ وہ صحابہ کرامؓ کی محبت و عظمت کرتے ہیں، تمام عقائد کی کتابوں میں اجماعی طور پر یہ مضمون لکھا ہوا ہے، ان (صحابہ کرامؓ) کا ذکر خیر کے سوا اور کسی طرح کرنے سے زبان کو بند رکھا جائے۔

مگر آج موجودہ دور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں، جنھیں نہ کتاب و سنت کی خبر ہے اور نہ ہی اسلامی علوم سے واقف ہیں، ان لوگوں نے تحقیق کے نام پر تحریف شروع کر رکھی ہے، تاریخ کی کتابوں سے مقصد برآری کے لئے آنکھیں بند کر کے کہ روایت کا معیار کیا ہے؟ اس کا مؤلف کس پایہ کا ہے؟ صحابہ کرامؓ کی کمزوریاں ثابت کرنے کی ناپاک کوشش میں مشغول ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ حدیث کی کتابوں بالخصوص صحاح ستہ کی روایات میں جو احتیاط رکھی گئی ہے، تاریخ میں ان کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ قرآن و حدیث و اہل حق کا اجماع سب اس پر متفق ہیں کہ ان حضرات صحابہ کرامؓ پر نکتہ چینی نہ کی جائے۔ بلکہ جو روایات ان اصولوں کے خلاف ہوں وہ قابل رد ہیں۔

لیکن اگر تحقیقی جائزہ و ریسرچ کے شوق میں ان سارے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا جائے تو ظاہر ہے کہ تحقیق نہیں بلکہ تحریف ہوگی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی عزت و حرمت کا کیا یہی تقاضا ہے؟ کیا اسی کا نام صحابہ کرامؓ کا "ذکر بالخیر ہے؟ کیا ایمانی غیرت کا یہی تقاضا ہے؟ کیا مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھول جانا چاہئے۔

اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ۔

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو برا بھلا کہتے ہیں اور انھیں ہدف تنقید بناتے ہیں، ان سے کہو تم میں سے (یعنی صحابہؓ کرام اور ناقدین صحابہؓ میں سے) جو برا ہو، اس پر اللہ کی لعنت ظاہر ہے کہ اس لعنت کے مستحق ناقدین صحابہؓ ہی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بعد کی امت کے لئے حق و باطل کا معیار ہیں، انھیں جو معیت نبویؐ کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بڑی سے بڑی فضیلت ایک جو کے برابر بھی نہیں ہو سکتی۔ کسی بڑے سے بڑے ولی اور قطب دوراں کو ان کی خاک پا بننے کا شرف حاصل ہو جائے تو اس کے لئے مایۂ صد افتخار ہے۔ اہل حق کی یہ شان نہیں ہے کہ اپنی غلطی پر اصرار کرے، بلکہ خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ تنبیہ کے بعد فوراً حق کی طرف لوٹ آئے۔ حق تعالیٰ ہماری اور پوری امت اسلامیہ کی ہر زیغ و ضلال سے حفاظت فرمائے۔ اور ہمارے قلوب میں حضرات صحابہ کرامؓ کی محبت و عظمت پیدا فرمائے۔ (بشکریہ الشارق اعظم گڈھ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

مسلمانوں کے مسائل اور ان کا دینی فریضہ

تحریر: مولانا سید محمد واضح رشید ندوی ——— ترجمہ: محمد ذیشیق (علیا اولی ادب)

اس میں کوئی شک نہیں کہ مغرب سے سامراج، عیسائی مشن اور صیہونیت، ماسونیت اور صلیبی تنظیموں اور ان سے تعلق رکھنے والے اہل قلم نے اسلام کی شکل کو مسخ کرنے اور مسلمانوں کے بارے میں بدگمانیاں اور فرضی کہانیاں عام کرنے اور ان کی شاندار تاریخ کو بگاڑ کر پیش کرنے میں نمایاں رول ادا کیا ہے۔ اور اسلام کی منصفانہ اور مصلحانہ تعلیمات کو مسخ شدہ شکل میں پیش کر کے مسلمانوں کے ذہنوں میں شکوک اور بے اعتمادی اور غیر مسلموں کے ذہنوں میں اسلام سے نفرت کے بیج بوئے ہیں اور مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر کرنے ان میں خلفشار و انتشار پیدا کرنے انھیں قوت اور اصلاح کے سرچشموں سے دور کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اپنے سامراجی عہد میں ملت کے مختلف حلقوں میں دشمنی پیدا کرنے اور مسلم ممالک میں باہمی نزاع پیدا کرنے کی زبردست کوششیں کی ہیں مغربی ممالک اب بھی ایسی تنظیموں کو فروغ دینے میں مصروف ہیں اور ان کے دائرہ کار کو وسیع کر رہے ہیں جو مسلمانوں کے متحد ہونے اور صحیح اسلام کی طرف واپس آنے کے عمل میں رکاوٹیں پیدا کر رہی ہیں لٹریچر اور میڈیا کے ذریعہ اسلام سے بے اعتمادی پیدا کرنے والے تصورات اور نظریات کو عام کیا جا رہا ہے۔

اس مسئلہ میں کسی ایسے شخص کو شک نہیں ہو سکتا جس نے گذشتہ صدی کی تاریخ اور سامراجی منصوبوں اور سازشوں اور اس کے زیر اثر قائم تعلیم و تربیت کے نظام اور میڈیا کے طرز عمل اور طریقہ کار کا مطالعہ کیا ہے۔

عہد ماضی میں مستشرقین نے اسلام سے نفرت پیدا کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور تعصب اور نفرت کا لٹریچر تیار کیا جو اسلام اور مسلمانوں سے بدگمان کرنے کا کام انجام دیتا ہے۔ قرآن، حدیث، سیرت، اور تاریخ اسلام کو اپنے تصورات اور تاویلات کو پھیلانے کا وسیلہ بنایا موجودہ دور میں جب سے ان کا مسلمانوں سے براہ راست رابطہ قائم ہوا۔ اور اسلامی معاشرے میں رہ کر اسلامی مفکرین سے تبادلۂ خیال کا موقع ملا۔ تو بہت سے مغربی اہل قلم کے طریقۂ فکر میں تبدیلی آئی اور غیر مسلم مفکرین کے قلم سے اسلام اور مسلمانوں کے نسبت غیر جانبدارانہ کتابیں شائع ہوئیں۔ بعض ناقدین و مفکرین نے اس بات کا اعتراف کیا کہ مغرب نے جو تاریخ پیش کی ہے وہ غلط فہمی یا شر آمیزی پر مشتمل ہے۔ انھوں نے زور دیا کہ اسلام کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنا چاہیئے انھوں نے اعتراف کیا کہ مسلمان بھی دوسری قوموں کی طرح امن پسند ہیں اور تشدد کے واقعات کا ارتکاب جو عناصر کرتے ہیں ان کے اسباب و دواعی سیاسی اور اقتصادی ہیں نہ کہ اسلامی تعلیمات انھوں نے مسلمانوں سے ڈائیلاگ کرنے کی دعوت دی اور اس پر یورپ کے کئی ملکوں میں عمل بھی ہوا۔ شاہزادہ برطانیہ چارلس کے بعد برطانوی وزیر خارجہ رابن کوک کا چند ہفتے پہلے ایک بڑا منصفانہ اور ہمدردانہ بیان آیا ہے، اسی طرح جرمنی کے نئے چانسلر جیرالا شرووڈر نے اسلام کا اعتراف کیا ہے اور اسلام کی تعلیم کی اجازت دی ہے جبکہ سابق چانسلر کول اسلام کو مغربی تہذیب کے لئے خطرہ قرار دیتے تھے اسی طرح اسلام کے بارے میں رویہ بدلنے کی دعوت مختلف مغربی مفکرین کی طرف سے دی جا رہی ہے جس سے اسلام کے بارے میں مغرب کے رویہ میں تبدیلی کے آثار نظر آتے ہیں، عیسائیوں کی ایک جماعت صلیبی جنگوں کے سلسلہ میں مسلمانوں سے معافی مانگنے پر آمادہ ہے۔ اس جماعت نے مختلف ملکوں کا دورہ کر کے مسلمانوں سے معافی مانگی ہے۔

سامراجیت نے اپنے طویل زمانہ میں مسائل پیدا کئے اس میں شک نہیں لیکن اسلامی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ ان مسائل کو دانست ایمانی و دانائی سے حل کرتی اور اس جال میں پھنسنے سے مسلمانوں کو بچاتی لیکن اس کے برعکس ان مسائل کے حل کے لئے کوئی بڑا اقدام نہیں کیا گیا۔ سامراج نے جہالت و ناخواندگی اور فقر و فاقہ جیسے مسائل پیدا کئے اس کے لئے تعلیم کے فروغ کے لئے کوشش کی جانی چاہئے تھی، معاشی و اقتصادی معیار کو بلند کرنے کے لئے جد و جہد کی ضرورت تھی جیسی کوشش

دوسرے ملکوں میں کی گئیں جو سامراج کے شکار ہوئے اور جنگ کی تباہی سے دوچار ہوئے ان کی کوششیں بار آور ہوئیں نتیجتہً یہ ممالک ترقی یافتہ ممالک کی صف میں آ گئے۔

سامراج نے اسلامی ممالک میں ایسے اختلافات اور کشمکش پیدا کی جن کو اسلامی تعلیم اور اخلاق کی روشنی میں حل کرنا چاہیئے تھا اور اسلام کے سکھائے ہوئے اصولوں پر عمل کر کے حلم و بردباری کا معاملہ کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن عالم اسلام میں پڑوسی ملکوں کے مابین جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں، اور ایک اسلامی ملک دوسرے اسلامی ملک کے معاملات میں دخل اندازی کرتا ہے یہ آپسی نزاع ان ملکوں کو کمزور کر رہا ہے۔ اس طرح کے نزاع مغربی ملکوں کو دخل اندازی کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ اور اس کا بوجھ خود اسلامی ملکوں کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

سرزمین یورپ نے ایسے ایسے مکاتب فکر و فلسفہ اور تخریبی تحریکیں جنم دیں جو اسلامی تہذیب و ثقافت کو مٹا رہے ہیں اور اسلام کے اثر کو کمزور کر رہے ہیں۔ یہ تنظیمیں عالم اسلام میں سرگرم عمل ہیں اور یورپی ممالک کی نگرانی و کفالت میں آزادی کے ساتھ اپنے افکار و خیالات پھیلا رہی ہیں۔ اسلامی ممالک ان کے مقابلہ کے لئے علمی اور ذہنی طور پر تیار نہیں بلکہ اگر ان کا مقابلہ کرنے کا کوئی ارادہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ معاندانہ رویہ اپنایا جاتا ہے۔

عالم اسلام میں بہت سی غیر سرکاری دعوتی اسلامی تحریکیں اور اقتصادی و اجتماعی تنظیمیں کام کر رہی ہیں لیکن سب ایک دوسرے سے الگ اور باہم متعارض ہیں، کئی کئی تنظیمیں ایک ہی میدان میں کام کر رہی ہیں جس کی وجہ سے باہم تعارض و نزاع اور ان کے لیڈروں میں تصادم واقع ہوتا ہے بعض ملی تنظیمیں دوسری ملی تنظیموں کی مساعی اور کوششوں کو رائیگاں کر رہی ہیں اور بعض وقت ایک دوسرے سے برسرپیکار ہو جاتی ہیں اس طرح کوششیں ضائع ہو رہی ہیں بالفاظ دیگر ایک ہی وقت میں تعمیری و تخریبی دونوں کام ہو رہے ہیں جبکہ ہم دوسری قوموں کے اداروں اور تنظیموں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اسلام دشمنی میں متحد ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کی شان امتیازی تعاون، تسامح، اور اخلاص ہونی چاہیئے۔

"وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"

یہ عدم تعاون دینی اور تعلیمی اداروں میں بھی پایا جاتا ہے تو اقتصادی اور سیاسی اداروں کا کیا پوچھنا! مسلمانوں کے باہمی اختلافات اور ملی مسائل میں یکجہتی کی کمی اور دشمن کے فریب سے عدم واقفیت مسلمانوں کے لئے خارجی خطرات کے مقابلہ کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی کی
ایک شاہکار کتاب
دعوت فکر و عمل
ملک و ملت کے بہی خواہ کو ایک آواز
مغرب زدہ سوسائٹی میں ہمہ گیر و مکمل انقلاب کی ضرورت ہے اور یہی انقلاب وہ پائدار اساس ہے
جس پر
اسلامی زندگی کا محل تعمیر کیا جا سکتا ہے
معیاری کتابت، عمدہ طباعت، خوبصورت سرورق، مجلد، صفحات ۲۳۱۔ قیمت ۱۰/- روپئے
ناشر:۔ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء، لکھنؤ
ملنے کا پتہ: ندوی بک ڈپو دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

mita Canon
Photocopy Machines
* High speed machine for large volume of work
* Zoom facility * Low copy cost
تمام ماڈلوں میں دستیاب:
رابطہ قائم کریں:۔
آر یو خان "فاسٹ پرنٹ شاپ" ۳۔ ودھان سبھا مارگ حضرت گنج لکھنؤ (یوپی)
فون: ۰۵۲۲-۲۲۰۳۷۳ Ph. 0522-220373
فیکس: ۰۵۲۲-۲۳۸۵۰۶ Fax : 0522-238506

اس سال حج سے واپسی کے بعد انیس چشتی صاحب پونا

ایک انٹرویو

● مقبول احمد ندوی

چشتی صاحب آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو بار بار حج و زیارت جیسی عظیم نعمت سے بہرہ یاب ہونے کا موقع ملتا رہتا ہے، جی چاہتا ہے کہ ایسے مبارک موقع پر جہاں ۲۰ر۲۵ لاکھ کی تعداد میں مختلف رنگ و نسل، مختلف زبانیں بولنے والے، جغرافیائی اور موسمی اختلاف اور اثرات کے سبب طرح طرح کے اطوار و عادات رہن سہن میں ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ لیکن ایمان و عقیدہ میں سب ایک۔ وہاں آپ کو نظم و ضبط، اکرام و محبت کا کیسا منظر نظر آیا۔

اتنے بڑے مجمع کو دو چار دن نہیں بلکہ ماہ ڈیڑھ ماہ تک یہاں رکھنا اور وہ بھی ایک شہر نہیں بلکہ مکہ اور مدینہ دو شہروں کے درمیان ایک عظیم مجمع کا منتقل ہوتے رہنا انتظامی ذمہ داریوں کو کچھ اور ہی بڑھا دیتا ہے۔

ہم آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں جن کے جواب میں آپ کا مشاہدہ ہم دوسروں تک پہنچا سکیں۔ (ادارہ)

سوال ۱:۔ سب سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ اتنے بڑے مجمع کے اکٹھا ہو جانے پر وہاں کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی کی گرانی کا کیا عالم ہوتا ہے؟ ایسا تو نہیں ہوتا کہ وقت پر کوئی سامان نہ ملتا ہو؟

جواب:۔ اولاً یہ کہ حج کے لئے سفر اختیار کرنے والے افراد کا سب سے بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے دوران حج حاجیوں کی بڑی تعداد اسی اصول پر کاربند نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شدید بھوک لگنے کے باوجود بھی کھانے پینے کی چیزوں پر جھپٹنے مفت ہی تقسیم کیوں نہ ہو رہی ہوں ٹوٹ پڑنے والے افراد کم دیکھے گئے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایک شہر میں ایک وقت میں لاکھوں لاکھ افراد کی موجودگی کے باوجود نہ کھانے کی قلت کبھی محسوس ہوئی نہ پینے کے پانی کی، نہ بجلی کی فراہمی کی نہ ہی سیور لائن کے بند ہو جانے کی اور نہ ہی ٹیلیفون کے تاروں کی خرابی کی کوئی شکایت دیکھی گئی، شاید دنیا میں اعلیٰ انتظامات کی اس سے بہتر کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی، دکانیں ہیں کہ سامانوں سے پٹی پڑی ہیں، برازیل کا کیلا اور کوریا کا خربوزہ فرانس اور اٹلی کے سیب، کشمیر کی ناسپاتی، شام و عراق کے انگور، پنجاب کا گیہوں، دہرہ دون کا عمدہ باسمتی چاول، ہندوستان سے بھی زیادہ مناسب داموں پر چوبیسوں گھنٹے دستیاب پھر اس کے علاوہ اسٹریلیا و ڈنمارک اور ہالینڈ کا دودھ (لبن) ترکی کا مکھن بخارا کا شہد۔ اسپین کا زیتون، معلوم پڑتا ہے کہ ان سامانوں سے دکانیں پٹی پڑی ہیں، گوشت، سبزی، انڈا ہر چیز ہر وقت موجود ورزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون کی عملی تفسیر آپ کو حج ہی میں نظر آئے گی۔

سوال ۲:۔ کیا طواف بیت اللہ شریف میں سخت دشواری نہ پیش آتی ہوگی؟

جواب:۔ مناسک حج کے سخت مراحل میں سے طواف زیارت، طواف قدوم اور طواف وداع بھی ایک سخت مرحلہ ہے، کم تعلیم یافتہ حجاج کرام مع خواتین کے حجر اسود پر سخت ہجوم کرتے ہیں اس سے بڑی بے احترامی محسوس ہوتی ہے بہت زیادہ غور کرنے کے باوجود بھی خواتین کو مطاف سے الگ کرنا ممکن نہیں، اس سلسلہ میں ہم نے حرمین شریفین کے ذمہ داروں بشمول امام حرم محمد بن عبداللہ بن سبیل اور محمد بن ناصر الخزیم، نائب متتظم حرمین شریفین کی خدمت میں بعض نہایت اہم مشورے پیش کئے ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ پہلی منزل اور چھت خواتین کے طواف کیلئے مختص کر دی جائے۔ اور وہاں ان کی متحرک زمین نصب کر دی جائے، یہ مرحلہ بہر حال ان لوگوں کے زیر غور ہے۔

سوال ۳:۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کس طرح ہوتی ہے جب کہ کمزور ضعیف لوگ بھی ہوتے ہیں؟

جواب:۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے سات پھیرے تقریباً پانچ کلومیٹر ہو جاتے ہیں، اور پھر میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا بھی ہوتا ہے، حج کا یہ منسک ظاہر ہے کمزوروں کے لئے اور بطور خاص ہجوم کے دوران ایک

سخت مرحلہ ہے، سعودی حکومت نے مسعیٰ کو دو منزلہ کر دیا ہے بیچ کے حصہ میں وھیل چیئر پر بیٹھ کر سعی کرنے والوں کے لئے ریلنگ لگا کر الگ سے راستہ بنا دیا ہے آپ اپنے بزرگوں کو خود سے سعی کرانا چاہیں تو مسعیٰ میں وھیل چیئر مہیا کی جاتی ہے، بڑے ایر کنڈیشن اور پنکھے لگے ہیں راستہ میں دو جگہ زمزم شریف کا انتظام ہے اور صفائی ستھرائی کا یہ اہتمام ہے کہ ایک بال تک پڑا ہوا نظر نہ آئے گا۔

سوال ۴:۔ یہ پورا مجمع منیٰ اور مزدلفہ تو ایک ساتھ منتقل ہوتا ہے اس وقت نظم و ضبط کیسے برقرار رہتا ہے؟

جواب:۔ حج کے دنوں میں مکہ مکرمہ سے منیٰ، منیٰ سے عرفات، عرفات سے مزدلفہ، اور مزدلفہ سے دسویں ذی الحجہ کی صبح پھر منیٰ لوٹنا، ایک بڑا مرحلہ ہے، بلا مبالغہ لاکھوں بسیں اور موٹریں ایک ہی منزل کی جانب روان دواں ہوتی ہیں۔ لیکن کیا مجال ہے کہ کہیں ٹریفک میں رکاوٹ پڑے، ہر دس بیس قدم پر پولیس اور فوج کے سپاہی کھڑے ہیں، ہر پچاس ساٹھ قدم پر غسل خانہ اور بیت الخلا اور پینے کے ٹھنڈے پانی کا انتظام ہے کئی درجن ہیلی کاپٹر ڈیوٹی بدل بدل کر چوبیس گھنٹہ نگرانی کے لئے فضا میں پرواز کرتے رہتے ہیں، معمولی سا حادثہ ہو جانے پر بھی فائر بریگیڈ اور ایمبولنس اس طرح نمودار ہو جاتے ہیں جیسے زمین نے انھیں اگل دیا ہو۔

سوال ۵:۔ اتنے بڑے مجمع کے کھانے پینے اور قیام کا انتظام کیونکر ہوتا ہے۔

جواب:۔ ۹ ذی الحجہ کو وقوف عرفات کے دوران دوپہر کا کھانا معلم کے ذمہ ہوتا ہے، جس کے لئے سنا ہے کہ حکومت سے فنڈ معلم کو مہیا کیا جاتا ہے لیکن ہر معلم حجاج کی خدمت گذاری کا حق ادا نہیں کرتا۔ منیٰ میں جو نئے فائر پروف خیمے نصب کئے گئے ہیں ان کی مثال اپنی آپ ہے، خیموں کے ہر سیکشن میں عمدہ حمامات، بھرپور پانی، شاپنگ سینٹر، ٹیلیفون اور وسیع و عریض باورچی خانہ مہیا کیا گیا ہے یہاں پر اب گیس کے استعمال کی اجازت نہیں مٹی کے تیل کے بڑے بڑے اسٹوو پر آپ چاہیں تو اپنا کھانا بنا سکتے ہیں، سعودی حکومت نے ان دنوں میں نرخ بازار پر سخت کنٹرول رکھا ہے، عام دنوں کی طرح چائے ان دنوں میں بھی ایک ہی ریال کی ملتی ہے، اس کے علاوہ کھانے پینے کی چیزیں بھی اپنے اصلی نرخ پر دستیاب ہوتی ہیں۔

سوال ۶:۔ رمی جمرات کے وقت مجمع کو کس طرح کنٹرول کیا جاتا ہے؟

جواب:۔ رمی جمرات حج کا سب سے سخت مرحلہ ہے یہ عبادت مسلسل تین دنوں تک جاری رہتی ہے۔ اور بعض صورتوں میں چوتھے دن بھی رمی جمرات واجب ہے، میدان رمی بھی دو منزلہ کر دیا گیا ہے۔ یہاں کا انتظام قابل دید ہے، عام پولیس کے علاوہ فوج کے نوجوان سپاہی ہزاروں کی تعداد میں یہاں متعین کئے جاتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دھوپ اور پیاس کی شدت کے باوجود حاجیوں کے ساتھ نرمی اور ملائمیت کے برتاؤ کے لئے ان کی بطور خاص تربیت کی گئی ہے، پورے حج میں صرف یہیں مختلف زبانوں میں اعلان ہوتا رہتا ہے، لاؤڈ اسپیکر کی آواز اتنی صاف واضح اور بلند ہوتی ہے کہ ہر حاجی بہ آسانی سن سکتا ہے، پھر اس کے علاوہ بڑے بڑے خود کار بورڈ لگے ہیں جو اتنے بلند ہیں کہ میلوں دور سے دکھائی دیتے ہیں متعدد زبانوں کے علاوہ اردو میں بھی اس پر اعلان نشر کیا جاتا ہے اور تیر کا نشان بنا کر لکھا ہوتا ہے: "اب آپ جمرات کی طرف جا سکتے ہیں" اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب کوئی خطرہ نہیں ہے، اور جب لکھا ہو کہ "داخلہ ممنوع" تو فوج کے یہی نوجوان سپاہی جمرات کے پل اور حجاج کے درمیان ایک انسانی دیوار بنا دیتے ہیں جو دور سے یورش کی وجہ سے ہراتی نظر آتی ہے۔ اور جب ہجوم کو چھوڑنا ہوتا ہے تو اس پھٹکتی سے بیچ بیچ میں بنے مچانوں پر پہنچ جاتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ یہ راستہ انسانی دیوار نے روک رکھا تھا۔ ان مچانوں پر چاروں طرف اسفنج کے موٹے موٹے گدے مڈھے ہوئے ہیں تاکہ ٹکرانے اور کھینچے جانے کی وجہ سے حاجیوں اور فوج کو جان نہ گنوانی پڑے لیکن اس کے باوجود چند سپاہی بھی شہید ہوتے ہیں، جمرات کے بالائی اور زیریں حصہ میں پینے کے ٹھنڈے پانی کا عمدہ انتظام ہے اور بلا مبالغہ ہزاروں پنکھے لگے ہوئے ہیں۔

سوال ۷:۔ کیا حکومت پانی تو پانی زمزم شریف تک بھی منیٰ و مزدلفہ میں حاجیوں کو مہیا کرنے کا انتظام کرتی ہے؟

جواب:۔ مکہ مکرمہ میں حجاج کرام کو بلکہ پوری بستی کو گھروں میں زمزم سپلائی کیا جاتا ہے، منیٰ اور مزدلفہ وغیرہ میں پینے کا عام پانی ہوتا ہے، ہر گھر اور ہر ہوٹل میں سبز رنگ کے پانی کے ڈرم مہیا کئے گئے ہیں، ختم ہونے پر آپ انھیں باہر لا کر رکھ دیجئے گاڑی آئے گی اور انھیں بھر جائے گی۔

سوال ۸:- وہاں کی پولیس اور انتظامیہ کو اس موقع پر کیا چوکس اور خوش اخلاق پایا؟

جواب :- پولیس اور انتظامیہ کی چوکسی اور خوش اخلاقی بے مثال ہے۔ استقبال سے لیکر رخصت تک حاجی ایک معزز مہمان کی حیثیت رکھتا ہے، رہنمائی، علاج معالجہ وغیرہ نہایت خوش اسلوبی سے بغیر کسی فیس کے انجام دیا جاتا ہے۔

سوال ۹:- مدینہ منورہ پہنچ کر ہر حاجی کی خواہش ہوتی ہوگی کہ ریاض الجنۃ میں بھی دو رکعت نماز پڑھے یہ کیسے ممکن ہوتا ہے؟

جواب :- مدینہ منورہ میں صلاۃ وسلام پیش کرنے کے لئے مواجہ شریف پر حاضری اور جنت کی کیاری میں دو رکعت نماز کی ادائیگی ایک بڑا مرحلہ ہے، مسجد نبوی شریف میں خواتین کا داخلہ اور صفیں بالکل الگ ہوتی ہیں، اشراق سے لے کر دن میں ساڑھے دس بجے تک اور ظہر کے بعد سے ساڑھے تین بجے تک جنت کی کیاری کا نصف حصہ خواتین کے لئے خالی کروالیا جاتا ہے، اس میں صفۂ نبوی، محراب تہجد، بستان فاطمہؓ، باب جبرئیلؑ، اور حجرۂ اطہر جیسے مقدس مقامات شامل ہوتے ہیں۔ پارٹیشن کے ذریعہ اس حصہ کو خواتین کے لئے مخصوص کرنے کا یہ منظر بھی قابل دید ہوتا ہے نہایت نرمی اور ملائمیت سے مرد حاجیوں سے اتنا حصہ خالی کروانا، زائرین کو روکنا، اور پارٹیشن لگانا بس انھیں کا حق ہے، اور یہ عمل دن میں دو بار دھرایا جاتا ہے، اور منتظمین کے ماتھے پر شکن کبھی نہیں آتی۔

سوال ۱۰:- کیا عورتوں کے لئے بھی وہاں نماز پڑھنا ممکن ہوتا ہے؟

جواب :- جی ہاں! یہ کوئی مکروہ وقت بھی نہیں ہوتا، خواتین یہاں بلا تکلف نماز پڑھتی ہیں۔

سوال ۱۱:- مسجد نبوی میں عورتوں کے الگ حصہ میں نماز پڑھنے کا نظم کیسے ممکن ہوتا ہے؟

جواب :- خواتین کے داخلہ کے لئے دروازے بالکل الگ ہیں، مسجد نبوی کے قریب پہونچتے پہونچتے عورتوں کو مردوں سے الگ ہونا ہی پڑتا ہے۔

سوال ۱۲:- کیا وہاں لیڈیز پولیس بھی ہوتی ہے، اس کا لباس کیا ہوتا ہے؟

جواب :- مسجد نبوی میں لیڈیز پولیس بھی ہوتی ہے جو مؤنث کہلاتی ہے، ان کا لباس سر سے پیر تک سیاہ برقعہ سیاہ دستانے اور سیاہ موزے وجرابیں ہوتی ہیں، ناخن تک دکھائی نہیں دیتا۔ البتہ ان کی شناخت اور حاضری کے لئے دونوں کندھوں پر سفید فیتوں پر نمبر لکھے ہوتے ہیں۔

سوال ۱۳:- ہر حاجی مواجہ شریف پر حاضر ہونے اور سلام عرض کرنے کا خواہاں ہوتا ہوگا۔ اس کی کیا صورت ہوتی ہے؟ بڑا ازدحام ہوتا ہوگا۔ حاجی بہت پریشان ہوتے ہوں گے؟

جواب :- امسال مواجہ شریف پر حاضری کے لئے بڑا اچھا نظم کر دیا گیا ہے۔ اب آپ مسجد کے کسی بھی حصہ سے مواجہ شریف پر حاضر نہیں ہو سکتے سوائے باب السلام کے ہجوم کے وقت زائرین کو باب السلام پر تھوڑی دیر کے لئے روک دیا جاتا ہے، اس طرح بدنظمی نہیں ہونے پاتی ہے، اور سارے زائرین اطمینان کے ساتھ مواجہ شریف پر حاضری دیتے ہیں۔

سوال ۱۴:- چشتی صاحب آپ کے جوابات سے بڑی مسرت ہوئی لیکن ایک شکایت حاجی اکثر کیا کرتے ہیں کہ معلم حاجیوں کو بہت پریشان کرتے ہیں حکومت اس طرف توجہ کیوں نہیں دیتی؟

جواب :- حجاج کرام تین باتوں سے سخت پریشان رہتے ہیں۔ (۱) دیزہ (۲) سیٹ (۳) معلم۔ اچھا معلم ملنا اونچے قسمت کی دلیل ہے تاہم حاجیوں کی شکایتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سعودی حکومت نے معلموں پر اپنی نگرانی سخت کر دی ہے، بسوں پر سامان چڑھانے اتارنے کا کام تمام حاجیوں کو خود کرنا پڑتا تھا۔ اب کیا مجال ہے کہ کوئی حاجی اپنا سامان خود اٹھا کر بس پر چڑھے، پولیس فوراً معلم کی گرفت کرتی ہے۔ یہ سارا کام معلم کے آدمیوں کو ہی انجام دینا پڑتا ہے۔

سوال ۱۵:- اب میں اخیر میں یہ عرض کروں گا کہ ایک مبارک موقع پر سعودی حکومت کے حسن انتظام اور اللہ کے ان مہمانوں کے اکرام پر ایک سرسری روشنی ڈالیں۔

جواب :- جدہ سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت کئی قانونی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، لیکن حاجیوں کو محسوس تک نہیں ہونے پاتا کہ وہ قانونی کارروائی کے مراحل سے گزر رہے ہیں، آپ شاندار ایرکنڈیشن بس میں بیٹھے ہیں وزارت حج کے خدام آپ کی خدمت میں زمزم شریف، کھجور، دودھ ٹھنڈا مشروب اور ناشتہ کے لئے بہترین پیف پیش کر رہے ہیں، یہی کیفیت رخصت کے وقت بھی ہوتی ہے، دل سے دعا نکلتی ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں ہم نے

سعودی حکومت سے جدہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ریلوے لائن بچھانے کی بھی فرمائش کی ہے، جو بہت ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں انجام پائے۔ بس حاجیوں سے ہماری گذارش ہے کہ زحمت سے بچنے کے لئے کم سے کم سامان لائیں اور لے جائیں۔

چشتی صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے حج زیارت کے موقع پر سعودی حکومت کے جن انتظام کا ذکر کیا وہ حیرت انگیز ہیں، غیر تربیت یافتہ بوڑھوں، جوانوں، عورتوں اور بچوں اور مختلف زبانوں اور ثقافت رکھنے والے اتنے بڑے مجمع کو اس طرح نہ صرف کنٹرول کرنا بلکہ ان کی راحت رسانی کا ایسا زبردست انتظام کرنا بڑی توفیق وسعادت کی بات ہے جو صرف ایمانی جذبہ سے حاصل ہو سکتی ہے اس حسن انتظام میں جہاں ظاہراً حکومت کے اس بے محابہ خرچ اور کارکنوں کی لگن کو دخل ہے جس کا آپ نے ذکر کیا وہیں حاضرین کے جذبۂ عشق وسرمستی اور ان مقامات پر نزول رحمت وسکینہ کا بھی بڑا دخل ہے جس کا سمجھنا انھیں بندگان خدا کے بس کا کام ہے جن کے دل نور ایمان سے روشن ہیں اور حج وزیارت کا شوق ان پر اس طرح غالب رہتا ہے کہ اس تصور وخیال میں سرمست وسرشار ہو کر وہ بہ زبان حال زیر لب گنگناتے رہتے ہیں ؎

بادِ نسیم آج بہت مشکبار ہے
شاید ہوا کے رُخ پہ کھلی زلفِ یار ہے

جب وہاں پہنچکر حاجی لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ [1]

ترجمہ:- "حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں حاضر ہوں تو ہی اکیلا معبود ہے تیرا کوئی شریک نہیں سب تعریفیں اور نعمتیں تجھی کو زیبا ہیں۔ اور حقیقی بادشاہی تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے" کے نغمہ سے سرمست ہوتا ہے۔ تو دنیا ومافیہا سے بے خبر ہوتا ہے بس معشوق کے سوا کسی اور کا ہوش ہی نہیں رہتا۔ چھوٹی سی سیاہ پوش چوکور عمارت یعنی کعبہ پر نظر پڑتے ہی وہ کسی اور دنیا میں پہنچ جاتا ہے بول اٹھتا ہے کہ ؎

کعبہ پہ پڑی جب پہلی نظر کیا چیز ہے دنیا بھول گیا
ایک بار پھر آپ کا شکریہ۔

درد سے معمور ہوتی جارہی ہے کائنات

جگر مرادآبادیؒ

عشق لامحدود جب تک رہنما ہوتا نہیں
زندگی سے زندگی کا حق ادا ہوتا نہیں
بیکراں ہوتا نہیں، بے انتہا ہوتا نہیں
فطرہ جب تک بڑھ کے قلزم آشنا ہوتا نہیں
اس سے بڑھ کر دوست کوئی دوسرا ہوتا نہیں
سب جدا ہو جائیں لیکن غم جدا ہوتا نہیں
زندگی اک حادثہ ہے اور کیسا حادثہ
موت سے بھی ختم جس کا سلسلہ ہوتا نہیں
کون یہ ناصح کو یہ سمجھائے بطرز دلنشیں
عشق صادق ہو تو غم بھی بے مزا ہوتا نہیں
درد سے معمور ہوتی جارہی ہے کائنات
اک دلِ انساں مگر درد آشنا ہوتا نہیں
میری عرضِ غم پہ وہ کہنا کسی کا ہائے ہائے
شکوۂ غم، شیوۂ اہل وفا ہوتا نہیں
اس مقام قرب تک اب عشق پہونچا ہے جہاں
دیدۂ ودل کا بھی اکثر واسطہ ہوتا نہیں
ہر قدم کے ساتھ منزل لیکن اس کا کیا علاج
عشق ہی کمبخت منزل آشنا ہوتا نہیں
اللہ اللہ یہ کمالِ ارتباطِ حسن وعشق
فاصلے ہوں لاکھ دل سے دل جدا ہوتا نہیں

کیا قیامت ہے کہ اس دور ترقی میں جگرؔ
آدمی سے آدمی کا حق ادا ہوتا نہیں

جدید فیشن اور اعلیٰ ڈیزائن اور کندن کے زیورات کا واحد مرکز
حاجی صفی اللہ اینڈ سنس جیولرس
قائم شدہ ۱۹۴۰ء
ممتاز ڈگری کالج کے پیچھے جوتے والی گلی، امین آباد لکھنؤ
برانچ :- نگینہ مارکیٹ، جموکشمیر بینک کے سامنے اکبری گیٹ لکھنؤ
فون امین آباد: 213736 رہائش فون: 260177
اکبری گیٹ: 260945 - - 251514 — 265536

سفرنامۂ اُردن و شام

پروفیسر محمد اجتباء ندوی

عالمی رابطہ ادب اسلامی جسے ۱۹۸۱ء میں پروفیسر عبدالرحمان رأفت پاشا کی تحریک اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی سرپرستی میں ایک فکری و ادبی تنظیم کی شکل میں قائم کیا گیا تھا۔ اس نے ۱۵ سال میں ایک مؤثر فعال اور منظم بین الاقوامی ادارہ کی صورت میں اہم و مقبول مقام حاصل کرلیا ہے۔

اسی کی مجلس امناء (سکریٹریٹ) کا چھٹا اجتماع ۲۰ تا ۲۵ اگست ۱۹۹۸ء کو اردن کی راجدھانی عمان میں ہونا طے پایا۔ راقم سطور کو بھی اس میں شرکت کے لئے دعوت نامہ موصول ہوا، اور محترم صدر رابطہ ادب اسلامی حضرت مولانا مدظلہ۔ اور دیگر اراکین مجلس کے ساتھ عمان کا سفر طے ہوگیا، راقم سطور کو صرف اس کی ہی مسرت نہیں تھی کہ وہ پہلی بار مجلس امناء میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کررہا ہے بلکہ اس سے بیش بہا خوشی اس بات کی تھی کہ عرصہ دراز کے بعد اسے دوبارہ عمان جانے کا موقع مل رہا تھا۔ جہاں سے اس کا محبوب شہر دمشق اور مادر علمی ثانوی دمشق یونیورسٹی کچھ زیادہ فاصلہ پر واقع نہیں ہے۔ بے اختیار دل چاہا کہ دمشق جانے کی بھی کوئی صورت نکل آئے۔ عمان کے سفر کی تیاری جاری تھی کہ ۱۲ اگست کو دمشق سے ایک فیکس اور ۱۳ اگست کو تیز گام ڈاک سے لفافہ ملا فیکس و خط دو تھے ایک حضرت مولانا ..... مدظلہ کے نام اور دوسرا اس عاجز کے لئے دمشق سے ابوالنور اسلامی اکادمی کی جانب سے اس کے ادارہ "امۃ ودعاۃ" کے جلسۂ تقسیم اسناد اور ایک دورے نصاب کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کا دعوت نامہ تھا جو بالترتیب ۲۵ اور ۲۸ اگست کو منعقد ہونے والا تھا۔ میرے رگ وپے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ میں نے بلا تاخیر فون کرکے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ اور مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب کو اس دعوت نامہ کی اطلاع دی اور ویزا حاصل کرنے کے بارے میں ہدایت طلب کی، حضرت مولانا مدظلہ کی کمزور صحت کے پیش نظر مشروط طور پر اجازت مل گئی اردن کا ویزا حاصل کرنے میں تھوڑی تگ و دو کرنی پڑی شام کا ویزا تمام رفقاء سفر کو مل گیا۔

ہم ۲۰ اگست ۱۹۹۸ء کی صبح سویرے مخدوم معظم حضرت مولانا مدظلہ کی قیادت میں شاہی اردنی ایرویز کے ایر بس سے روانہ ہوئے، اردنی وقت کے مطابق ۹½ بجے صبح عمان پہونچے، عالمی رابطہ ادب اسلامی کے نائب صدر ڈاکٹر عبدالقدوس ابوصالح نے اپنے رفقاء اراکین مجلس اور عمائدین کے ساتھ پرتپاک خیر مقدم کیا۔ شہر کے تین ستارہ ہوٹل (لوٹس) میں قیام کا نظم تھا۔ اور اسی کے تہ خانہ کے ایک بڑے ہال میں نشستیں شروع ہوئیں، مجلس کا ایجنڈا بہت طویل تھا۔ اور ۲۷ دفعات پر مشتمل تھا، ہر ایک بند پر مکمل و طویل بحث ہوتی اور اکثر و بیشتر ووٹ کے ذریعہ منظوری عمل میں آئی۔

سکریٹریوں کی رپورٹ کے علاوہ سب سے اہم دفعات نظام اساسی اور انتخابی، دو مالی لائحہ میں ترمیم و تعدیل نیز عرب ممالک کے مرکزی دفتر کی منتقلی اور رابطہ کی شاخوں کے قیام اور ان کے عہدے داروں کے انتخاب وغیرہ سے متعلق تھیں جن کے لئے پانچ روز مقرر کئے گئے تھے۔ مراکش سے برصغیر ہند و پاک تک سبھی اراکین مجلس شریک ہوئے۔ چونکہ یہ جلسے مخصوص تھے اور ان میں صرف اراکین مجلس ہی شریک ہوسکتے تھے اس لئے منتظمین نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ کسی بھی حلقہ تحریک، جماعت اور ادارہ کو حضرت مولانا۔ دامت برکاتہم کی تشریف آوری کی خبر اس وقت تک نہ ہونے پائے جب تک مجلس اپنا کام مکمل نہ کرلے، لیکن :۔ "شک آنست کہ خود بہوید نہ کہ عطار بگوید" کی مثل اپنا کام کرگئی نہ صرف مراکز و ادارے بلکہ ایوان شاہی بھی مہک اٹھا، سربراہ حسین علاج کے لئے امریکہ میں مقیم ہیں (۱) ولی عہد شاہزادہ حسن طلال

(۱)، فروری ۱۹۹۹ء کو شاہ حسین کا عمان میں انتقال ہوگیا۔ انھوں نے ایک ماہ قبل اپنے بڑے بیٹے امیر عبداللہ کو بھائی امیر حسن کی جگہ ولی عہد بنا دیا تھا چند روز قبل قائمقام بادشاہ اور وفات کے بعد انھیں ہی بادشاہ بنایا گیا۔

نائب سلطنت کے طور پر ملک کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہیں، اعلیٰ تعلیم یافتہ، ذہین، اعتدال پسند، علم دوست، ادب نواز اور اسلامی فکر و ادب کے حامی ہیں حضرت مولانا مدظلہ کی کتابیں پڑھتے رہتے ہیں اور بے حد متأثر و گرویدہ ہیں ۲۰ اگست کی شام کو ہی اپنے وزیر توانائی ڈاکٹر بسام کو ہوٹل بھیجا کہ مولانا سے ملاقات کرکے کل جمعہ کی نماز ان کے محل سے متصل مسجد حضرت حذیفہ بن نعمان رضی اللہ عنہ میں ادا کرنے کے لئے گذارش کریں: ڈاکٹر بسام نے کہا کہ وہ خود گاڑی لے کر آئیں گے۔

مجلس امناء کا افتتاحی جلسہ ایک گھنٹہ تاخیر سے ۱۰½ بجے شروع ہوا۔ حضرت مولانا مدظلہ نے افتتاحی تقریر کی۔ "ادب اسلامی کی عصر حاضر میں اہمیت اور ضرورت" پر روشنی ڈالی اور رابطہ ادب اسلامی کی کارکردگی پر خوشی و اطمینان کا اظہار فرمایا۔

مجلس کی نشستیں صبح ۹ بجے سے کھانا و نماز کے وقفہ کو چھوڑ کر رات کو ۹ بجے تک عموماً جاری رہتی تھیں، شاید ہی کوئی معاملہ و مسئلہ بغیر طویل تبادلۂ خیال کے طے کیا گیا ہو۔ کبھی کبھار شاہی دعوت حضرت مولانا مدظلہ کے محاضرہ، ملاقاتوں اور یونیورسٹیوں و تاریخی مقامات کی زیارتوں کی وجہ سے جلسوں کے اوقات میں کمی کی گئی۔ لیکن اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ایک دن کا اضافہ بھی کردیا گیا۔ اور مجلس کا اختتامی جلسہ ۲۶ اگست کو ہوا۔ ایجنڈے کے تمام آئٹم طے کردیئے گئے اور لائحہ عمل و نظام اساسی پر ترمیم کے بعد از سر نو کمپیوٹر پر کمپوز کرکے صدر محترم کے دستخط ثبت کردیئے گئے، یہ چھ دن بڑے مصروف اور برادرانہ خوشگواری کے ساتھ گذرے۔ جو رابطہ ادب اسلامی کی ترقی و کامرانی کے لئے فال نیک ہے۔

دوسرے دن جمعہ کو مقررہ وقت پر وزیر توانائی ڈاکٹر بسام صاحب گاڑیاں لیکر آگئے اور حضرت مولانا مدظلہ اور ان کے رفقاء سفر مسجد حذیفہ بن نعمانؓ روانہ ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد ولی عہد و نائب سلطنت شاہزادہ حسن تشریف لائے۔ اور حضرت مولانا مدظلہ اور ان کے رفقاء کا شاندار خیر مقدم کیا اردنی وزارت، اوقاف میں دینی امور کے سربراہ ڈاکٹر محمدی مراد نے شاندار خطبہ دیا۔ اور بڑے خشوع و خضوع سے نماز پڑھائی بہت جی لگا۔ نماز کے بعد ملاقات پر انھوں نے بتایا کہ وہ کلیۃ الشریعۃ دمشق سے فارغ ہیں اور اسی سال کلیہ میں داخل ہوئے جس سال میں فارغ ہوا تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں تمہیں جانتا ہوں۔ اگلے دن انھوں نے اپنی گاڑی سے چند ایک تاریخی مقامات بھی دکھلائے اور شام سے اردن واپسی کے لئے چند گھنٹوں میں ویزا بھی دلوایا۔

نماز جمعہ کے بعد شہزادہ حسن نے حضرت مولانا مدظلہ سے تفصیلی ملاقات، دعوت اور محاضرہ کا دن و وقت مقرر کیا۔ اور اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔ مسجد حذیفہ بن نعمان رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی کے نام سے موسوم ہے ۱۹۸۹ء میں شاہ حسین نے تعمیر کرائی، بہت خوبصورت، عالیشان اور کشادہ مسجد ہے، ایک جانب بڑے ہال میں قرآن پاک کے علاوہ تفسیر، حدیث اور تاریخ و فکر اسلامی سے متعلق اہم کتابیں خوبصورت الماریوں میں سلیقہ و ترتیب سے رکھی ہیں۔

(جاری)

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک اہم باب

دعائیں

جو لازوال نبوت کی اہم و مؤثر دلیل

اور روحانی تربیت و دعوتی جدوجہد کا بہتر ذریعہ

سیرت محمدی دعاؤں کے آئینے میں

از:— حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

عمدہ کاغذ، خوبصورت طباعت، دیدہ زیب سرورق، صفحات ۵۲ سائز ۲۳×۳۶/۱۶ قیمت ۱۲/-

ناشر:— مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

ملنے کا پتہ:— ندوی بک ڈپو، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

بقیہ: سعودی سفیر کی آمد

کیا، اس کے بعد جلسہ کے اختتام کا اعلان کردیا گیا، عرب مہمان اسی روز شام کی فلائٹ سے دہلی کے لئے پرواز کرگئے۔

اور چیف ایڈیٹر ماہنامہ "البعث الاسلامی" نے مہمانان گرامی اور معزز حاضرین کا شکریہ ادا

برائے عیادت حضرت مولانا دامت برکاتہم
سعودی سفیر اور ملحق دینی کی ندوہ آمد

رپورٹ : اقبال احمد ندوی غازیپوری

دار العلوم ندوۃ العلماء ایک بین الاقوامی اسلامی دینی ادارہ ہے، اس کے سربراہ اور روح رواں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی ہیں، آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے، ابھی تقریباً دو ماہ پیشتر مولانا پر فالج کا جزوی حملہ ہوا تھا، جس کی خبر آناً فاناً پوری دنیا میں پھیل گئی، اور ہر طرف سے خیریت معلوم کرنے والوں اور عیادت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا، ان میں عوام بھی تھے اور خواص بھی، امراء بھی اور وزراء بھی، سربراہان مملکت بھی اور اعیان حکومت بھی، اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، الحمد للہ اب مولانا کی طبیعت محبین و مخلصین اور عقیدت مندوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں پہلے سے بہت بہتر ہے، صرف کمزوری باقی ہے، انشاء اللہ وہ بھی رفع ہو جائیگی۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی کے طور پر مورخہ ۱۸/ مئی ۱۹۹۹ء بروز منگل سعودی عرب کے سفیر برائے ہندوستان شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر العوھلی خادم حرمین شریفین تلاوت کلام پاک کے بعد صدر جلسہ جناب مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی نائب ناظم ندوۃ العلماء نے مہمانان گرامی کی خدمت میں اپنا سپاس نامہ پیش کرتے ہوئے حرمین شریفین اور بلاد مقدسہ سے مسلمانان ہند کی راسخ عقیدت، اور وہاں کے علماء و مشائخ سے ہندوستان کے علماء کے تعلق کا ذکر کیا، اور کہا کہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کو خاص طور پر عربوں سے تعلق رہا ہے، اور عربوں سے ان کو بڑی محبت ہے، اور ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں، سعودی سفراء نے بھی ندوہ سے اور اس کے عالی مقام ناظم اعلیٰ سے ہمیشہ اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے، اور ہمیں ان کے استقبال اور خوش آمدید کا مسلسل شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔

مولانا نے بتایا کہ ندوہ نے اپنی عمر میں جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہے، علماء حق اور مصلحین کی تین نسلیں تیار کی ہیں جو ملک اور بیرون ملک میں دینی و دعوتی کام انجام دے رہی ہیں، ندوۃ العلماء کی شاخیں صرف لکھنؤ میں ۲۲ اور لکھنؤ سے باہر پورے ہندوستان اور پڑوسی ممالک میں ۱۴۰ ہیں، لکھنؤ میں طلباء کی تعداد ۵ ہزار اور لکھنؤ سے باہر کل ۲۰ ہزار ہے، اسکا نصاب ملک اور

اسی روز ۹ بجے سہ پہر کو دار العلوم ندوۃ العلماء کے عالیشان اور خوبصورت وسیع "عباسیہ" ہال میں مہمانان گرامی کے اعزاز میں ایک استقبالیہ جلسہ کا اہتمام کیا گیا، جس کی صدارت دار العلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم اور نائب ناظم جناب مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی نے فرمائی، اور نظامت کے فرائض معتمد تعلیم جناب مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب ندوی نے انجام دئے۔

بیرون ملک میں کافی مقبول اور ہر جگہ رائج ہے کیونکہ یہ قدیم و جدید کا ایک حسین سنگم ہے، مولانا نے خادم حرمین شریفین شاہ فہد کی دینی خدمات کو بھی سراہا اور اسلام اور مسلمانوں کی نصرت اور تائید و حمایت میں ان کے بہترین رول کی ستائش کی۔

اس کے بعد النادی العربی کے سکریٹری مفیض الرحمٰن ندوی نے طلبۂ دار العلوم اور ان کی مختلف انجمنوں کی جانب سے اپنا استقبالیہ پیش کیا، اور مہمانان گرامی کی آمد پر اپنے جذبات تشکر اور خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

اس موقع سے سعودی سفارت خانہ دہلی کے دینی امور کے انچارج شیخ ولید الخمیس نے بھی خطاب کیا، اور ندوہ کی خدمات کو سراہا، مولانا علی میاں کو عالم اسلام کی اہم ترین اور یمتال ہستی قرار دیا، انہوں نے ہندی مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ایک ایسے ملک میں رہ رہے ہیں جہاں مختلف مذاہب اور کلچر کے لوگ بستے ہیں، اس لئے ان سے معاملت کرنے میں آپ کا رویہ ایسا ہونا چاہئے جس سے اسلامی اخلاق اور اسلامی تعلیمات کا ترشح ہوتا ہو، اس سے اس ملک میں دعوت و تبلیغ کے کام میں مدد ملے گی، نیز اسلام سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگا، اس ملک کو اسلام کا سفیر ہونا چاہئے۔ انہوں نے ندوہ کے مختلف شعبوں کا تذکرہ کیا، اور یہاں سے شائع ہونے والے جرائد و مجلات کو سراہا اور ان کے معیار و مستوی کی تعریف کی، اور یہ بھی کہا کہ مولانا علی میاں نے اسلامی کتب خانوں کو اپنی بیش قیمت تالیفات و تصنیفات سے مالا مال کر دیا ہے، اور ایسی خدمات انجام دی ہیں جو سنہرے حروف میں لکھی جائیں گی، اور رہتی دنیا تک باقی رہیں گی۔

سفیر مملکت شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر العوھلی نے اپنی جذباتی تقریر میں شاہ فہد، ان کے ولی عہد اور سعودی حکومت کے دوسرے ذمہ داروں کا سلام اہل ندوہ اور اہل لکھنؤ کو پہونچایا، اور ندوہ میں اپنی حاضری کو باعث صد افتخار سمجھا، حضرت مولانا مدظلہ العالی سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے ان کو عالم اسلام کا روحانی اور مذہبی پیشوا قرار دیا، اور کہا کہ اس وقت آپ کی ذات سے عالم اسلام کو بڑا فائدہ پہونچ رہا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے۔

انہوں نے سعودی حکومت اور خاص طور سے شاہ فہد کی خدمات کا بھی تذکرہ کیا، جن میں حرمین شریفین کی توسیع و تزئین اور حجاج کرام کو بہتر سے بہتر سہولیات کی فراہمی قابل ذکر ہیں، انہوں نے وعدہ کیا کہ سعودی حکومت انشاء اللہ ہر حاجی کے لئے اس سے بہتر سہولیات فراہم کرے گی، مزید فرمایا کہ سعودی عرب کے شاہ فہد اور وہاں کے ذمہ داروں کی وفاداری نہ مغرب سے ہے اور نہ مشرق سے، وہ صرف اور صرف اسلام کے وفادار ہیں اور اللہ کے مطیع و فرماں بردار ہیں، اور اسلامی شریعت اور اسکی تعلیمات پر کاربند و عمل پیرا ہیں، اسی لئے دنیا میں جہاں جہاں اسلامی دعوت و تبلیغ کا کام ہوتا ہے، سعودی حکومت اس میں تعاون کرتی ہے، اور آپ کے ساتھ بھی آپ کے ہر اسلامی اور دینی کام میں تعاون کرنے کو ہر وقت تیار ہے۔

جلسہ کی پوری کارروائی چونکہ عربی میں چل رہی تھی، اور ہمارے شہر کے معززین ان سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا پا رہے تھے، اس لئے جناب پروفیسر محمد یونس نگرامی ندوی نے ساری عربی تقاریر کا خلاصہ مختصر الفاظ اور بہتر اسلوب میں پیش کیا جس سے حاضرین کافی محظوظ ہوئے، اور اس سے جلسہ کی افادیت میں اضافہ ہوا۔

اخیر میں دار العلوم ندوۃ العلماء کے نائب مہتمم، مشرف تعلیمی، صدر شعبہ عربی،

بقیہ صـ۲۱ پر

ترکی میں مشرق و مغرب کی کشمکش

نذر الحفیظ ندوی

ترک ناداں نے جب سے قبائے خلافت کو چاک کیا ہے مسلسل انتشار و انارکی میں مبتلا ہے، وہ چاہے کمالی استبداد کا دور ہو یا نام نہاد جمہوری عہد۔ ابھی تک ترکوں کو امان نہیں ملی اور نہ ہی ان کی مصیبتوں کا خاتمہ ہوا ہے۔ حالیہ انتخابات سے توقع تھی کہ ملک کو سیاسی طور پر امن و استقرار حاصل ہوگا لیکن امیدوں اور اندیشوں کے جھولے میں اب بھی ترک جھول رہے ہیں حالانکہ انھیں زبردست امید تھی کہ اس بار اسلام پسندوں کو واضح اکثریت حاصل ہو جائے گی یا کم از کم دوسرے نمبر پر ان کی پارٹی رہے گی، مگر تیسرے نمبر پر قناعت کرنا پڑا جبکہ ترکی کی جدید تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ بائیں بازو کو اکثریت حاصل ہوئی ہے۔

اس انتخاب میں تمام پارٹیوں کے لئے تاریخ حیرت انگیز اور خلاف توقع رہے، جمہوری عہد کے آغاز کے بعد کم از کم ترکی میں یہی ہوتا آرہا ہے کہ ہر انتخاب میں حاکم محکوم اور محکوم حاکم بن جاتا ہے کرسیوں کے اس کھیل میں زیر زمیں خفیہ طاقتیں اصل کردار ادا کرتی ہیں جن پر یہودیوں یا مغربی ملکوں کا غلبہ ہے۔ یہ طاقت ترک میڈیا اور اقتصادیات پر قابض و متصرف ہے۔ اس انتخاب میں بغیر کسی سروے کے پہلے یہ پیشین گوئی کی جارہی تھی کہ اس بار بائیں بازو کی پارٹی کے لیڈر بلند اجوید کو اکثریت ملے گی، پھر لوگوں نے دیکھا کہ یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی، تو کیا ان نتائج سے یہ سمجھا جائے گا کہ ترکوں نے اسلام پسندوں کو مسترد کر دیا ہے، پھر اسلام پسندوں کے ووٹ کہاں گئے۔ تیسرا سوال یہ اٹھایا جارہا ہے کہ کیا ترک قوم پرستی اسلام کے خلاف ہے۔ فضیلت پارٹی کو تیسرا نمبر ملا ہے، لیکن استنبول بمیت تمام مرکزی شہروں کی کارپوریشنوں پر فضیلت پارٹی کو کامیابی ملی ہے اب تک ہوتا یہی آیا ہے کہ جس پارٹی کا قبضہ کارپوریشن پر ہوتا ہے اسی کو پارلیمنٹ میں بھی سب سے زیادہ سیٹیں ملا کرتی ہیں۔ ان سوالوں کے جواب سے پہلے ہمیں بائیں بازو کی پارٹی اور دوسرے نمبر کی قوم پرست جماعت ملی تحریک کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ صحیح صورت حال واضح ہو سکے۔

بائیں بازو کی جمہوری پارٹی کے قائد و رہنما بلند اجوید ہیں جن کے دور میں ترک فوجوں نے قبرص پر یورش کر کے ترک اقلیت کا مسئلہ حل کرایا تھا۔ ان کی پارٹی نے ۱۹۹۸ء میں اربکان اور تانسو چلر کی متحدہ حکومت کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا، اس سازش میں مسعود یلماظ بھی شریک تھے۔ بالآخر یلماظ وزیر اعظم بن گئے، حکومت کے منصب پر آتے ہی انھوں نے اسلام پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔

ترک صحافیوں نے بلند اجوید کی شخصیت کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگرچہ اقتصادی پالیسی کے لحاظ سے وہ بائیں بازو سے تعلق رکھتے ہیں لیکن قومی رجحان کے اعتبار سے وہ دائیں بازو سے متعلق ہیں جس کا تناسب ۶۰٪ ہے۔ مگر خود دائیں بازو کی پارٹیاں انتشار و پراگندگی کا شکار ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ زیر زمیں خفیہ طاقتیں یہ نہیں چاہتیں کہ اتنی بڑی عوامی پارٹی مستحکم جماعت کی حیثیت سے حکمرانی کرے اور ترکی کو خوشحالی اور امن حاصل ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ ۱۹۸۰ء سے اب تک بایاں بازو ہی حکمراں رہا ہے، ۱۹۸۰ء میں فوجی انقلاب کے بعد فوج نے اندرونی سازشوں کے ذریعہ دائیں بازو کو توڑنے کی کوشش کی، تانسو چلر نے اس میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

حالیہ انتخابات میں اسلام پسندوں کے ووٹ بائیں بازو کی جھولی میں گئے، اس لئے کہ بلند اجوید نے اپنا سابقہ لہجہ اور سیاسی پروگرام تبدیل کر دیا، یعنی اسلام پسندوں کی مذمت سے گریز کیا، دوسری طرف خاصی تعداد میں اسلام پسند شخصیتوں کو پارلیمنٹ کے امیدوار کی حیثیت سے میدان میں اتارا، اسلام پسندوں نے اس لئے بھی بلند اجوید کو ترجیح دی کہ وہ اور ان کی پارٹی کسی مالی اسکینڈل میں ملوث نہیں تھی۔

بلند اجوید کی پارٹی کو سب سے زیادہ ووٹ ملنے کی وجہ یہ بھی ہوئی کہ نورسی تحریک کے ساتھ اس نے باقاعدہ معاہدہ کر لیا کہ یہ جماعت ان کی تائید و حمایت کرے گی، اگرچہ نورسی جماعت کے ترجمان کا کہنا ہے کہ ہم نے کوئی معاہدہ نہیں کیا، البتہ اپنے ارکان کو اس بات کی آزادی دیدی تھی کہ وہ اس انتخاب میں اسلام کے مفاد کو مقدم رکھیں، اگر فضیلت پارٹی کے امیدوار کامیاب ہونے کی پوزیشن میں ہو تو اس کو ووٹ دیں۔ لیکن باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ چونکہ

نورسی جماعت کے پاس میڈیا، تعلیم اور اقتصادی ادارے اور کمپنیاں ہیں اس لئے وہ نہیں چاہتے کہ اسلام پسندوں اور فوج کی لڑائی میں ان کے مفاد کو نقصان پہونچے یا سیاسی اختلافات کے سائے ان پر پڑیں جب کہ وہ اپنے مخصوص طرز پر سیاسی کشمکش سے الگ تھلگ میڈیا، تعلیم و تربیت اور اقتصادی محاذوں پر خاموشی سے کام کر رہے ہیں۔ ویسے جب بھی اسلام پسندوں اور فوج کے درمیان کشمکش نے ناگوار صورت اختیار کی تو بلند اجوید نے ہمیشہ اسلام پسندوں کا ساتھ دیا۔ جس کی وجہ سے انھیں دوسری پارٹیوں کی تنقید کا نشانہ بھی بننا پڑا۔ خود بلند اجوید کا کہنا ہے کہ ہم نورسی جماعت کی تائید و حمایت اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے سیاسی اغراض نہیں ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ یہ جماعت بڑی حکمت عملی سے نوجوانوں کی دینی تربیت کر رہی ہے اور انھیں فضیلت پارٹی میں شامل ہو کر سیاسی سرگرمیوں سے روک رہی ہے، جہاں تک نورسی جماعت کی پالیسی کا تعلق ہے تو اسے رفاہ اور فضیلت کی سیاسی سرگرمیوں سے اتفاق نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ نجم الدین اربکان نے ترکی میں سیاسی سرگرمیوں کا جس طرح آغاز کیا اور جو اعلانات کئے اس کے لئے ترکی کا ماحول ابھی سازگار نہیں ہے۔ اب بھی فوج پر ملحدوں اور اسلام دشمنوں کا تسلط ہے اگر ترکوں کو کسی چیز سے دلچسپی ہے تو یہ کہ ان کے مسائل اور مشکلات حل کئے جائیں، چنانچہ سابقہ دور میں استنبول کی پوری آبادی نے (جو پورے ملک کی نصف ہے) بالاتفاق رجب الطیب اردوغان کو استنبول کارپوریشن کے میئر کی حیثیت سے منتخب کیا تھا کہ انھوں نے استنبول میں رہنے والوں کے ان مسائل و مشکلات کو حل کیا جن کو کسی حکومت نے اب تک حل نہیں کیا تھا اسی طرح حالیہ انتخابات میں بھی فضیلت پارٹی کو لوگوں نے ترجیح دی۔

نورسی جماعت کے ترجمان نے اربکان کی سیاسی غلطیوں اور اقدامات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ رفاہ پارٹی کی جذباتی پالیسی کی بدولت فوج نے مشتعل ہو کر ائمہ و خطباء کے مدارس اور تحفیظ القرآن کے اداروں پر پابندی عائد کر دی اس کے علاوہ نجم الدین اربکان نے بعض ایسے اعلانات کئے جن سے فوج اسلام پسندوں کے ساتھ الجھ جائے۔ مثلاً یہ کہ مصر، لیبیا اور عراق یونیورسٹیوں سے پانچ ہزار طلاب ترکی واپس آئیں گے تو وہ عدالتی نظام سنبھالیں گے اور عملی طور پر اسلامی قوانین کی تنفیذ کریں گے۔

جہاں تک قوم پرست ملی تحریک پارٹی کا تعلق ہے اس کو اٹھارہ فیصدی سے زیادہ ووٹ ملے ہیں، پارلیمنٹ میں اس کے ارکان کی تعداد ایک سو تیس ہے۔ پارٹی کے پہلے سربراہ الپ ارسلان تھے، انھوں نے ۱۹۹۱ء میں رفاہ کے ساتھ سمجھوتہ کیا تھا، اس وقت دولت بخچلی اس پارٹی کے قائد ہیں، اقتصادی موضوع پر دولت نے ڈاکٹریٹ کیا ہے، ذاتی طور پر اسلامی ذہن کے ہیں، انھوں نے پارلیمنٹ کے لئے ایک باپردہ خاتون نسرین کو کھڑا کیا تھا وہ کامیاب بھی ہوگئیں۔ یہ محترمہ ڈاکٹر ہیں۔

جہاں تک ملی تحریک کے رجحانات کا تعلق ہے تو عرب ممالک کی قوم پرست پارٹیوں کے برعکس یہ پارٹی اسلام سے پیچھا نہیں چھڑا رہی ہے بلکہ اس سے محبت رکھتی ہے، اسی بنا پر اربکان کے ساتھ اس نے اتحاد بھی کیا تھا، اسی کے ساتھ پارٹی نے مفسد اور متشدد عناصر کو نکال باہر کیا ہے، اس پارٹی میں وہ نوجوان زیادہ تعداد میں ہیں جو مشرقی یورپ اور ترکستانی علاقوں سے ہجرت کر کے آئے ہیں، چونکہ حکومت نے ووٹ ڈالنے کی عمر ۱۸ سال تک کر دی ہے اس لئے بڑی تعداد میں ترک نوجوانوں نے اس پارٹی کو ووٹ دیا۔

ترکی کے سیاسی رجحانات پر نظر رکھنے والے کہتے ہیں کہ عرب قوم پرستوں کے برعکس یہ پارٹی ترکی قوم پرستی کے ساتھ اسلام کو بھی پسند کرتی ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ترک نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے، لیکن رمضان میں اگر وہ کسی کو دن میں کھاتے پیتے دیکھ لیتے ہیں تو اس سے بھڑ جاتے ہیں۔ بس میں اگر سوار ہو تو اسے بس سے اتار دیتے ہیں، جب سے روسی جمہوریتوں کا خیر ازہ بکھرا اور وہاں کے لوگوں کی آمد و رفت ہوئی، بوسنیا اور کوسوو کے مسلمانوں پر عرصۂ حیات سربوں نے تنگ کر دیا اور یورپی مشنریوں نے ترکی کو صرف مسلمان ملک ہونے کی وجہ سے رکنیت دینے سے انکار کر دیا اس وقت سے ترکوں کے اندر اسلام اور اسلامیت اور ترکی قومیت سے تعلق بڑھ گیا ہے۔ اس انتخاب میں ملی تحریک نے خواتین کے حقوق کی بھی مدافعت کی اور کہا کہ خواتین کو حجاب کی آزادی ہونی چاہئے۔ خود ترک فوج کا خیال ہے کہ یہ پارٹی کمالی انقلاب کے راستہ پر گامزن ہے، ترکی کو اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

جہاں تک فضیلت پارٹی کے تیسرے نمبر پر آنے کا سوال ہے تو مبصرین کو اس پر حیرت و تعجب نہیں ہے، اس لئے کہ ترکوں کا یہ احساس ہے کہ رفاہ اور اس کے بعد اس کی تابع فضیلت پارٹی نے اپنے سیاسی طرز عمل سے کشمکش اور مسائل پیدا کئے ہیں اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ مزید خطرہ مول لیا جائے، کیونکہ اگرچہ رفاہ پارٹی ممنوع ہے، اس کے رہنما بھی سیاست میں حصہ

نہیں لے سکتے، لیکن عملاً پردہ کے پیچھے ربکان ہی پارٹی کو حرکت دے رہے ہیں، فوجی ذرائع سے جو اشارے ملے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ فضیلت پارٹی کا انجام بھی رفاہ کی طرح ہوگا اور اس کی سیاسی سرگرمیوں پر پابندی لگادی جائے گی۔ اس لئے ہم اپنا ووٹ کیوں ضائع کریں خود فضیلت پارٹی نے نئی تشکیل کے بعد جو پالیسی اختیار کی اس میں بہت ساری کمزوریاں تھیں، متعدد طاقتور ارکان نے پارٹی کی پالیسی سے اختلاف کرکے استعفیٰ دیدیا، اور بعض نے سرے سے فضیلت پارٹی کی رکنیت قبول نہیں کی دوسری بات یہ ہے کہ اربکان نے فوجی پالیسی کے مقابلہ میں نرم پالیسی اختیار کی جس سے عوام میں ان کی ساکھ گرگئی۔ ان اسباب کی بناپر اسلام پنڈال کے ووٹ تین حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ سب سے زیادہ ووٹ ملی تحریک کو ملے، دوسرے نمبر پر بائیں بازو کی پارٹی رہی، تیسرے نمبر پر محسن یازجی کی پارٹی وحدت رہی جو ملی تحریک سے علاحدہ ہوگئی ہے جو پوری جرأت کے ساتھ اسلامی شعار کا اعلان کرتی ہے۔

تجزیہ کرنے والوں نے تازہ انتخابی نتائج کے رجحانات کے بارے میں بتایا ہے کہ ۸۵٪ ترک روزہ رکھتے ہیں لیکن فضیلت کو صرف ۲۲٪ ووٹ ملے ہیں۔ روزہ رکھنا ترکی میں مسلمان ہونے کی علامت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ میں فضیلت پارٹی سے محبت رکھتا ہوں لیکن ووٹ تو اس پارٹی کو دوں گا جو فوجیوں سے تصادم مول نلے اور ہماری مشکلات و مسائل کو بھی حل کرے، اسی لئے ترکوں نے استنبول اور انقرہ سمیت سترہ بڑے شہروں میں کارپوریشنوں کے انتخابات میں فضیلت کو ووٹ دیئے کہ وہی شہری مسائل حل کرسکتی ہے۔ بائیں بازو کی پارٹی کو شہری کارپوریشن میں صرف سات شہروں میں ان کا میئر بنا۔

تازہ انتخابات ملی تحریک نے ایک باپردہ خاتون کو پارلیمنٹ میں کھڑا کیا تھا انھیں کامیابی ملی ہے، فضیلت پارٹی نے بھی ایک باپردہ خاتون مروہ قوان جی کو ٹکٹ دیا تھا۔ وہ بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئیں۔ مروہ نے امریکہ میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی ہے، کمپیوٹر کے موضوع پر انھوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی ہے۔ ان کے پاس امریکی شہریت بھی ہے۔ لیکن پارلیمنٹ میں انھیں پردہ کی حالت میں داخل ہونے سے زبردستی روک دیا گیا۔ اب تازہ اطلاع یہ ہے کہ ترک صدر نے ان کی شہریت بھی یہ کہہ کر ختم کردی ہے کہ دوہری شہریت رکھنے والوں کو پارلیمنٹ کا ممبر بنانا غیر قانونی ہے۔

اس انتخاب میں سب سے زیادہ خسارہ مسعود یلماظ کی پارٹی کا ہوا ہے جس نے اسلامی منصوبوں پر دو سال میں پانی پھیر دیا تھا۔

ترکی پارلیمنٹ کی تازہ صورت حال اس طرح ہے۔

	۱۹۹۵ء	۱۹۹۹ء
۱/ بایاں بازو جمہوری پارٹی	۵۹	۱۲۶
کل ووٹوں کا تناسب نمبر ۲	۲۲	
۲/ فضیلت (رفاہ)	۱۴۴ ، ۱۱۰	نمبر ۱۵
۳/ ملی تحریک	✗ ، ۱۳۰	نمبر ۱۸/۳
۴/ جمہوری پارٹی	۵۳ ، ✗	۸/۵ نمبر
۵/ مدر لینڈ	۱۳۱ ، ۸۶	نمبر ۱۳/۴
۶/ صراط مستقیم	۱۱۹ ، ۸۵	نمبر ۱۲/۵

بظاہر امید افزا صورت حال ہے اگر فضیلت، ملی تحریک اور بائیں بازو متحد ہوکر دستور میں بنیادی ترمیم کرنے میں کامیاب ہوجاتی ہیں جس کے ذریعہ صدر کے اختیارات پر پابندی عائد کردی جائے گی تو پھر مستقبل روشن ہے اگر یہ کام نہ بھی ہوا تو فوج کے اندر سے ملی و بے دین عناصر آئندہ چند سالوں میں نکل جائیں گے جس سے خطرہ کم ہوجائے گا۔

دعائے مغفرت

● دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سابق انگریزی کے استاد حاجی عزیز الٰہی خاں (حسن پور) کا انتقال ۲۴ اپریل ۱۹۹۹ء کو ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم تعمیر حیات کا بڑے ذوق وشوق کے ساتھ مطالعہ کرتے تھے اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم سے عقیدت مندانہ تعلق رکھتے تھے۔ وہ وسیع ذہن بلند اخلاق اور ملنسار آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماکر رفع درجات فرمائے

● تعمیر حیات کے قدرداں ظہیر احمد صاحب کی اہلیہ کا طویل علالت کے بعد لکھنؤ میں ۱۲ اپریل ۱۹۹۹ء کو ۶۳ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ اس سے تین روز قبل ۹ اپریل ۱۹۹۹ء کو ان کی بیٹی کا بھی کانپور میں انتقال ہوگیا تھا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے،

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہترین سائز۔
NOTE BOOK
حرمین
اردو کاپی
ملنے کا پتہ:-
مکتبۃ الحرمین مسجد مرکز دائیں ڈاکٹر بی این ورما روڈ
امین آباد لکھنؤ۔
مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کرانے کے رسید حاصل کرسکتے ہیں۔ صبح ۹ بجے سے رات ۸ بجے تک
فون نمبر: ۲۱۷۹۵۶

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ العبید نے کوسوو کے مصیبت زدگان کے لئے بڑے پیمانے پر چندہ جمع کرنے کی مہم کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سلسلے میں انھیں سعودی قیادت کی جانب سے منظوری حاصل ہوگئی ہے اور رابطہ کے ریلیف فنڈ کے زیر نگرانی جمع کی جانے والی امداد کی رقم سرب بھیڑیوں کے ہاتھوں تباہ وبرباد کئے جانے والے مسلمانوں کی امداد پر خرچ کی جائے گی۔ ڈاکٹر العبید نے سعودی شہریوں اور نارکین وطن سے اپیل کی ہے کہ وہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ انھوں نے خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کی جانب سے کوسوو کے مسلمانوں کے ساتھ یکجہتی کے اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے دنیا کے تمام مسلم اور دوست ممالک سے امداد کی اپیل کی ہے۔ شہزادہ طلال نے ایک لاکھ ڈالر عطیہ دینے کا اعلان کیا ہے۔

● فلپائن کے عیسائی فلم ایکٹر بوڈی ایلانے اسلام قبول کرکے اس سال فریضۂ حج ادا کیا اور ان کا اسلامی نام عبدالعزیز رکھا گیا حج کے دوران سعودی عرب میں وہ جہاں بھی گئے سعودی عرب میں فلپائن کے برسرروزگار باشندوں نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا سعودی عرب میں اخباری نمائندوں سے اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتایا کہ میرے قبول اسلام میں مطالعہ اور ایک افریقی مسلمان نے نمایاں کردار ادا کیا۔ انھوں نے مزید کہا کہ مذہب اسلام کو سمجھنے کے لئے کھلے دل و دماغ کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ بھلے وبرے کا فیصلہ وہ خود کرسکیں۔ انھوں نے بتایا کہ اسلام فلپائن کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اسلام کے تذکرے کے بغیر فلپائن کی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی انھوں نے فلپائن کی موجودہ حکومت کی تائید کی اور کہا کہ حکومت کی پالیسی سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان دوری کم ہوئی ہے۔

● امریکی محکمۂ انصاف کی جاری کردہ رپورٹ میں بتایا گیا کہ امریکی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد ۱۰ لاکھ تک پہنچ گئی ہے ان میں ۴۱ فیصد سفید فام، ۴۱ فیصد افریقی نژاد امریکی ۱۶ فیصد ہسپانی اور ۲ فیصد دیگر قوموں سے تعلق رکھنے والے قیدی ہیں رپورٹ میں قیدیوں کی تعداد میں اضافے کے اس رجحان کا سبب ماہرین کی رائے کے مطابق جرائم کے ارتکاب پر سخت تر قوانین کا نفاذ اور منشیات کا استعمال بتایا جاتا ہے۔ گذشتہ بارہ ماہ کے عرصے میں امریکی جیلوں میں ۲۶ ہزار قیدیوں کا اضافہ کیا گیا تھا۔ جواب تک ۹۷ فیصد بھر چکے ہیں۔

● جدہ اسلامی ترقیاتی بینک نے کوسوو کے مظلوم مسلم مہاجرین کے لئے ۳ لاکھ ڈالر کی امداد کی منظوری دی ہے جبکہ ۲ لاکھ ڈالر اس سے پہلے دیئے جاچکے ہیں۔ علاوہ ازیں اسلامی کانفرنس تنظیم کے سکریٹری ڈاکٹر عزالدین العراقی نے اعلان کیا ہے کہ او۔آئی۔سی ڈیڑھ لاکھ ڈالر کوسوو کے پناہ گزینوں کے لئے فوری طور پر فراہم کرے گی۔

(بقیہ)

اداریہ

ڈاکٹر عدنان وزان کا فون آیا جس میں انھوں نے کہا "عظم اللہ اجرکم مات صدیقکم الشیخ بن باز رحمہ اللہ" اور روزنامہ عکاظ کے ڈائرکٹر جنرل استاذ بدر کریم نے حضرت مورناکے تاثرات معلوم کئے، اور تعزیتوں کے تبادلوں کا سلسلہ جاری ہے۔

قنوج کے قدیم مشہور عطر و کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شہانۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون: ۲۳۲۳۴۵
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی — آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب : تری آواز مکے اور مدینے
مصنف : ڈاکٹر محبوب راہی
صفحات : ۱۶۰، سائز ۲۲×۱۸/۸، قیمت ۶۰ روپے
ملنے کا پتہ :- مکتبہ شاداب ریڈ ہلز حیدرآباد ۴

شعر وہی پسندیدہ اور محمود ہوتا ہے جس میں علم و حکمت کا بیان ہو، حق و صداقت سے سرمو تجاوز نہ کرے۔ اور طرز بیان ایسا ہو کہ دلوں پر اثر پذیر ہو اور انسانی معاشرہ کی اصلاح و درستی کا باعث ہو۔ ڈاکٹر محبوب راہی ایسے ہی کہنہ مشق شاعر ہیں اور ان کا کلام اسی زمرہ میں آتا ہے۔

زیر نظر مجموعہ کلام "تری آواز مکے اور مدینے" حمد و مناجات، نعتوں، سلاموں، منقبتوں اور اصلاحی منظومات کا مجموعہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ نعت لکھنا تلوار کی دھار پر چلنے کی مانند ہے، لیکن جو نعت عقیدۂ توحید کا امتیاز باقی رکھتے ہوئے کہی جائے وہ عبادت ہے۔ اور حقیقی معنی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی عقیدت بھی ہے اور محبت بھی۔ نعت کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

کس طرح نعت نبی، مدح پیمبر لکھوں
میری اوقات بھلا کیا ہے میں کیونکر لکھوں
قسم اللہ کی لکھنا ہو جو اللہ کے بعد
ساری مخلوق سے میں آپ کو برتر لکھوں

لکھوں نعت محمد کر تو لوں اتنی جسارت بھی
مگر ڈر ہے نہ لے ڈوبے کہیں جوش عقیدت بھی
خدا کے دوست ہیں آپ بندے بھی خدا کے ہیں
رفاقت کی رفاقت بھی عبادت کی عبادت بھی

کتاب میں حمد و مناجات اور نعت کے ساتھ ساتھ اخلاق و کردار کی تعمیر کے لیے خلفائے راشدین اور شہدائے کربلا کی شان میں منقبت اور صالح اخلاقی نظمیں بھی شامل ہیں۔

لیکن راہی صاحب سے ایک جگہ سہو ہو گیا انھوں نے حضرت حسینؓ کے نام سے پہلے سید الشہداء لکھدیا ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کے بارے میں سید الشہداء اور حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے بارے میں سید اشباب اہل الجنۃ فرمایا ہے۔ آئندہ ایڈیشن میں اس کا خیال رکھنا ضروری ہے، یقین ہے کہ یہ مجموعہ قبول عام کی سند حاصل کرے گا۔

نام کتاب : گلدستۂ خطوط
تالیف : مولانا محمد انعام اللہ قاسمی
صفحات : ۱۲۰، سائز ۲۰×۳۰/۱۶، قیمت درج نہیں
ملنے کا پتہ : صفہ اکیڈمی لاہور سلامی مانک مئو، سہارنپور (یو۔پی)

خط و کتابت ایک اہم انسانی ضرورت ہے جس کے ذریعہ دور دراز رہنے والوں کی خیریت آسانی کے ساتھ معلوم ہو جاتی ہے۔ بلکہ نصف ملاقات ہو جاتی ہے۔

"گلدستۂ خطوط" اسی ضرورت کو خوش اسلوبی کے ساتھ پورا کرنے کے لئے اردو زبان کے مبتدی طلباء کے لئے لکھی گئی ہے اس میں ہر قسم کے خطوط اور درخواستیں شامل ہیں، ماں باپ دوست احباب، بھائی بہن، استاد شاگرد ناظم تعلیمات، ناظم ادارہ، ایڈیٹر، منیجر، پرنسپل و دیگر متعلقین و حکام کو کیسے خط لکھے جائیں اور درخواستیں کیسے تحریر کی جائیں اس کے خوب سے خوب تر نمونے آسان فہم انداز و اسلوب اور دلکش پیرائے میں مولانا انعام اللہ قاسمی صاحب نے پیش کئے ہیں۔

کتاب میں خط کا فارمولہ (القاب و آداب) تحریر کے رموز و اوقاف اور تہوار عید الفطر، ہولی، یوم آزادی اور مطالعہ کی اہمیت کے عنوان پر مختصر اور پر لطف مضامین بھی دیئے گئے ہیں۔ واقعی "گلدستۂ خطوط" اس لائق ہے کہ اسے مبتدی طلباء کیلئے پرائمری درجات میں داخل نصاب کیا جائے تاکہ وہ شگفتہ تحریر کے دروازہ پر دستک دیکر قلم و قرطاس کے حامل ہو سکیں۔

خدا کرے کتاب کا افادہ عام ہو۔

"جواب لاجواب" بلا قیمت ملنے کا پتہ: مکتبہ عثمانیہ کہاروں کا اڈہ رائے بریلی، دوسرا پتہ: مکتبہ ندویہ پوسٹ بکس ۹۳، ندوہ لکھنؤ پن کوڈ ۲۲۶۰۰۷۔

دنیا میں کون حق پرست ہے جو مخالفت سے بچا ہو، ایک مشہور عالم عالم دین سے انجمن شیدائے شیخ عالم ردولی نے چند سوالات کئے ہیں جناب امتیاز احمد ندوی صاحب نے معقول جوابات اس کتابچے میں چھاپے ہیں جو حضرات ان سوالات سے واقف ہیں ان کو یہ کتابچہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔

دینی غیرت و حمیت کا ایک نمونہ یہ بھی ہے

شمس الحق ندوی

سورج غروب ہوئے دیر ہو چکی تھی رات کی تاریکی نے دنیائے انسانیت کو اپنے سیاہ و سنسان دامن میں چھپا لیا تھا۔ جب میں وادی میں داخل ہوا تو پوری فضا میں سناٹا ہی سناٹا چھایا ہوا تھا۔ بستی میں پہونچا تو بیواؤں، بوڑھی عورتوں اور مردوں کے رونے چلانے اور آہ و بکا کی پیہم آوازیں سنائی دینے لگیں۔ میں بھی غم میں ڈوب گیا اور طبیعت نے بے اختیار ایک گھر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ وہاں میں نے جو کچھ دیکھا وہ دل کو بے قرار اور روح کو بے چین کرنے کے لئے کافی تھا۔ ایک عورت جو سراپا ماتم تھی رو رہی تھی۔ رو کر کہہ رہی تھی۔ اے حکم تو ہماری بھی خبر لے تو نے ہم سے یہاں تک بے توجہی برتی کہ دشمنوں نے ہمیں بیوہ اور بچوں کو یتیم بے یار و مددگار بنا دیا۔ ہماری زندگی ہمارے لئے بار ہو گئی۔ سورج کی ضیا بار شعاعیں بھی ہماری غم کی دنیا میں اجالا نہیں کر پاتیں تم اپنے سے اتنے بے خبر کیوں ہو۔ ذرا ہماری دلسوز آہوں کو سنو۔ عزتیں لٹ گئیں۔ بستی کے جوان شہید کر دیئے گئے عورتوں کو بیوہ، بچوں کو یتیم اور بوڑھوں کو بے سہارا بنا کر چھوڑ دیا گیا۔ اب ہم ہیں اور رنج و غم کا ایک اتھاہ سمندر۔ عورت کا چہرہ اترا ہوا ہوا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ مجھے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی میں نے اس سے پوچھا تم پر کیا مصیبت آ گئی۔ اس نوحہ و ماتم کا سبب کیا ہے؟ عورت نے میرے سوال کا جواب دیئے بغیر حسرت و یاس میں ڈوبی ہوئی آواز میں سوال کیا تم کون ہو؟ میں نے کہا تمہاری طرح ایک عرب ہوں۔ عورت نے قدرے امید و اطمینان کے لہجہ میں کہا خدا کا شکر ہے کہ ایک عرب عورت اپنے بھائی عرب ہی سے شکایت کر رہی ہے۔ یہ جواب دیتے ہوئے عورت گھر کے کسی گوشہ کی طرف چلی گئی۔ ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا اور دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ لے کر واپس ہوئی اور معذرت کرتے ہوئے کہا۔ اے بھائی گھر خالی ہو چکا ہے۔ انگریز دشمنوں نے ہم پر حملہ کیا۔ مال لوٹ لے گئے۔ مردوں کو قید کیا۔ جوان لڑکیوں کو اپنے ساتھ لے گئے بوڑھوں اور بچوں کو بے سہارا چھوڑ گئے۔ میں اپنے ایک کام سے سرقسطہ گئی ہوئی تھی واپس ہوئی تو گھر خالی پایا۔ سوائے بوڑھی عورتوں، بچوں اور ضعیفوں کے کوئی نہیں۔ عمر کا باقی حصہ رونے اور نوحہ کرنے میں گذار رہی ہوں۔ عورت کی بات میرے دل پر بجلی بن کر گری۔ میں نے اپنے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ بہن تم روؤ نہیں جلد ہی خلیفۃ المسلمین تمہاری مدد کو اپنا لشکر بھیجیں گے۔ رات کسی طرح گذری صبح ہوتے ہی میں گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور قرطبہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ قرطبہ پہونچتے ہی گھر گیا۔ اپنے کپڑے وغیرہ ٹھیک کئے اور الٹے پاؤں خلیفۃ المسلمین حکم کی خدمت میں حاضر ہوا جو کچھ دیکھا تھا۔ وہ حکم کو سنایا اور کہا ایک عورت تمہارا نام لے کر پناہ مانگ رہی تھی اور تم سے مدد چاہ رہی تھی۔ خلیفہ کے چہرے پر فکر کے آثار ظاہر ہوئے اور واقعہ کی تفصیل چاہتے ہوئے انھوں نے کہا: خدا کی قسم میں اس کی مدد اور فریاد رسی میں کوئی کسر نہ چھوڑوں گا تا آنکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ فوج کے ذمہ داروں کو بلا بھیجا۔ سپاہیوں کو تیاری کا بگل بجا دیا گیا۔ خلیفہ نے افسوس بھرے لہجے میں کہا کہ ہم عیش و طرب کی زندگی گذار رہے ہیں اور ملک میں ایسی بیوائیں اور بوڑھی عورتیں ہیں جن کی زندگی رنج و غم میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اس نے فوجوں کو کوچ کا حکم دے دیا۔ یہ سپاہی بھی اسلامی غیرت و حمیت کا پتلہ تھے۔ انھوں نے انگریزوں کی اس بیجا حرکت کا اچھا جواب دیا۔ آن کی آن میں انھیں شکست دے کر مسلمان قیدیوں کو آزاد کرا دیا۔ اور کھوئے ہوئے مال و متاع کو واپس لے لیا۔ ہم ذرا تامل سے کام لیں اور دیکھیں تو آج بھی ان انگریزوں نے ذہنی فکری اور ثقافتی طور پر ہمارے بے شمار مردوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں کو نہ صرف ہم سے چھین لیا بلکہ ان کا کام اب بھی جاری ہے۔ لیکن کوئی حکم نہیں جو اس ہاری ہوئی جنگ کو پھر سے جیتنے کی جرأت کرے اور ان اجڑے ہوؤں کو پھر سے بسائے بلکہ وہ الٹا اسی میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسی رو میں بہنے لگتا ہے، بات اب صرف انگریزوں تک نہیں۔ انھوں نے ہر جگہ اپنے وکیل پیدا کر دیئے ہیں۔ کتنے خاندان ہیں جو الحاد و دہریت کی نذر ہو چکے ہیں۔ کتنی شریف اور عصمت مآب مائیں ہیں، بہنیں بیٹیاں اور بیویاں ہیں جو فحش لٹریچر، عریاں تصویروں اور ناولوں گندے افسانوں اور سینما کی نذر ہوتی جا رہی ہیں۔ کتنی معصوم روحیں اس سیلاب بلاخیز کی زد میں ہیں۔ ان باطل کے داعیوں نے کتنی حرم سراؤں

کے پردے الٹ دیئے۔ کتنی سادہ دل اور پاک طینت و باعصمت لڑکیوں سے حیا و شرم کی چادریں اتار دیں۔ دلوں میں اسلامی احکام و شعائر کی نفرت بٹھا دی۔ فواحش و منکرات کو دلوں میں اتار دیا۔ جوانوں کے ذہن و فکر کو بدل دیا۔ ان کے ایمان و عقیدہ پر چھاپہ مارا۔ اخلاق و شرافت پر ڈاکہ ڈالا۔ دینی حمیت و خودداری کو حرف غلط کی طرح مٹایا۔ ان کے سوچنے سمجھنے کا انداز بدل دیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اب بھی جنگ جاری ہے۔ اس لوٹ مار میں کمی تو کیا روز بروز زیادتی ہے۔ نہ جانے کتنی بھٹکی ہوئی روحیں فریاد کناں ہیں کتنی کراہتی اور سسکتی ہوئی روحیں ہیں جو کسی معتصم کو آواز دے رہی ہیں۔ لیکن کون ہے جو اس کا جواب دے، باپوں کے دلوں سے اولاد کی محبت غائب ہو چکی ہے۔ ان کو بچوں کے آرام و آسائش کا پورا خیال ہے مگر ان کی تعلیم و تربیت کی طرف کوئی توجہ نہیں یہ تک بتانے کی زحمت نہیں کرتے کہ اسکولوں اور کالجوں میں جو کچھ ان کو دیا جا رہا ہے وہ زہر ہے یا قند، شادیوں اور ولیموں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں روپئے خرچ کئے جا سکتے ہیں لیکن اس ہاری ہوئی جنگ کو جیتنے کے لئے اگر کوئی قدم اٹھانا ہو اور کوئی رقم درکار ہو تو یہ ان کے لئے موت سے کم نہیں۔ آخر اس سوئی ہوئی قوم کی تاریک رات کب روشن ہوگی۔ اس کی اکھڑی ہوئی طنابیں کب لگیں گی۔ ان کے گرے ہوئے خیمے کب نصب کئے جائیں گے۔ اس کی کھوئی ہوئی طاقت کب واپس آئے گی۔ اس کی تہذیب و ثقافت کے مرجھائے اور کمہلائے ہوئے چمنستان میں کب بہار آئے گی اور اپنی اندرونی خانہ جنگی و اختلافات باہمی سے کب فرصت ملے گی اور اس کے ابن تیمیہؒ، غزالیؒ، شاہ ولی اللہؒ اور سید احمد شہیدؒ کب میدان میں آئیں گے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ایک طالب علم کا انتقال

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ایک طالب علم ہلال احمد کا برین ہیمبرج ہو جانے سے انتقال کا المناک حادثہ ۱۰ مئی ۱۹۹۹ء بروز پیر بوقت ۴ بجے شام میڈیکل کالج کے ایمرجنسی وارڈ میں پیش آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ہلال احمد صوبہ بہار کے کٹہار ضلع کا رہنے والا ہونہار، سنجیدہ اور محنتی طالب علم تھا۔ دو سال پہلے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہوا، عالمیت تک پہونچنے میں صرف ایک سال باقی تھا۔ لیکن قضاء و قدر کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ پہلے گھنٹے میں حاضری کے بعد دوسرے گھنٹے میں اپنے ایک ہم سبق دوست سے گفتگو کرتے ہوئے اچانک گرنے سے یہ عظیم سانحہ پیش آگیا۔ فیصلۂ خداوندی ساری تگ و دو پر غالب رہا ؎

ازل سے ہی مشیت نے اجل کو کام سونپا ہے
چمن سے پھول چننا اور ویرانے میں رکھ دینا

عشاء کے بعد جنازہ کی نماز مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے پڑھائی۔ اس کے بعد بعض طلباء اور دارالعلوم کے استاذ مولوی محمد آفاق منظر کی معیت میں جنازہ کو اساتذہ و طلبہ نے غم سے ڈوبی ہوئی فضا میں ان کے وطن کٹہار روانہ کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور والدین اور عزیزوں پر صبر و سکون کی بارش فرمائے، ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور تعزیت پیش کرتا ہے۔

(ادارہ)

(بقیہ) درس حدیث

ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، فرض نمازیں اچھی طرح ادا کرو، زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے دیا کرو، رمضان کے روزے رکھو آپؐ کا یہ ارشاد سن کر اس اعرابی نے کہا کہ اس میں کسی طرح کی کمی زیادتی نہ کروں گا یعنی اس ہدایت پر پورا پورا عمل کرونگا۔"

پھر جب وہ واپس ہوا تو آپؐ نے فرمایا جو شخص کسی جنتی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے ان ہدایات پر عمل کرنے کے پختہ ارادہ کی تحسین فرمائی تاکہ دوسروں کو اس کا شوق ہو۔ اور یہ کہ ان جیسی ہدایات پر اخلاص و رضائے الٰہی کی طلب ہی جنت میں جانے کا سبب ہوتا ہے۔

دہلی میں رابطہ ادب اسلامی کی ادبی نشست

جامعہ نگر نئی دہلی کے دارالقضاء ہال میں ۴ اپریل ۱۹۹۹ء کو رابطہ ادب اسلامی دہلی کی جانب سے شام ادب کا انعقاد ہوا۔ جس میں پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد خاں ندوی (شعبۂ عربی، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی) نے "شبلی کا اسلوب نگارش" کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا۔ مباحثے میں پروفیسر سید ضیاء الحسن ندوی، ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی، پروفیسر شیث محمد اسماعیل اعظمی اور جناب شیخ محمد عبداللہ نے حصہ لیا اور مولانا شبلی کے اسلوب نگارش کو شگفتگی اور علمی ادبی بانکپن کا بے مثال اور قابل تقلید نمونہ قرار دیا، صدارت کے فرائض ڈاکٹر تابش مہدی نے انجام دیئے۔ آخر میں مشاعرہ ہوا جس میں پروفیسر زبیر احمد فاروقی، ڈاکٹر احمد محفوظ، پروفیسر شیث محمد اسماعیل اعظمی اور ڈاکٹر تابش مہدی نے اپنا کلام پیش کیا۔

مطیع الرحمٰن عوف ندوی

سوال و جواب

س:۔ قدیم عمارت ہے اس کی چھت پر قدیم مسجد ہے، جس میں باجماعت پنج وقتہ نماز ہوتی ہے، اب مسجد کے نیچے والی عمارت کو کرایہ داروں کے لئے بنا دیا گیا ہے، کیا گرمی کے دنوں میں اس عمارت کے اوپر جو اب مسجد کا صحن ہے باجماعت نماز ہو سکتی ہے؟

ج:۔ بوقت ضرورت مسجد کے صحن میں یا اس کے اوپر باجماعت نماز ادا کرنا درست ہے۔

س:۔ زید کا پیشہ جانوروں کو ذبح کرنا اور گوشت فروخت کرنا ہے زید سے کسی غیر مسلم نے یہ کہہ دیا کہ یہ پیشہ اسلام کے اندر بھی جائز نہیں ہے، اور اس پیشہ کو اختیار کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی ہے نیز بکرے کا ختنہ کرنا بھی جائز نہیں ہے زید اس کی وجہ سے بہت پریشان ہے؟

ج:۔ وہ جانور جن کا گوشت کھانا حلال ہے ان کے ذبح کرنے کا پیشہ شرعاً جائز ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں ہے ان جانوروں کا ختنہ کرنا بھی درست ہے، اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

س:۔ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی یا نہیں؟

ج:۔ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

س:۔ زید کی والدہ نے ... قسم کھا کر کہا کہ خدائے پاک کی قسم زندگی بھر تمہاری کمائی نہیں کھائیں گے، قسم واقع ہوئی یا نہیں؟ اس کا کفارہ کیا ہے؟

ج:۔ قسم واقع ہو گئی اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ان کو کپڑے پہنائے، اگر اتنا نہ کر سکے تو تین روزے رکھے۔

س:۔ غسل کرنے سے پہلے وضو کیا جاتا ہے اگر دوران غسل بے ستری ہو جائے تو کیا غسل کرنے کے بعد ستر کر کے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

ج:۔ وضو ہو جائے گا دوبارہ کرنے کی حاجت نہ ہوگی۔

س:۔ سفر کے موقع پر یا عام حالات میں جمع بین الصلوٰتین (دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے) کا کیا حکم ہے؟

ج:۔ حقیقی جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں ہے البتہ اگر ضرورت ہو تو پہلی والی نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری والی کو اس کے اول وقت میں پڑھ لے اس طرح مقصد حاصل ہو جائے گا اور ایک وقت میں دو نمازیں بھی جمع نہ ہوں گی، اس کو جمع صوری کہتے ہیں۔

س:۔ ایک بیوہ عورت ہے جس کا گذر بسر مسلمانوں کے عطیات زکوٰۃ، صدقات خیرات پر ہے اور راشد اس بیوہ کا رشتہ دار ہے اس کے یہاں جا کر ٹھہرتا ہے وہ بیوہ عورت ان عطیات میں سے راشد کو کھانا کھلاتی ہے تو کیا راشد اور اسی طرح دیگر رشتہ داروں کو اس کے یہاں کا کھانا، کھانا جائز ہے؟

ج:۔ جائز ہے، تبدل ملک سے حکماً تبدل عین ہو جاتا ہے۔ کما فی الاصول۔

س:۔ ایک آدمی نے بطور حفاظت بنک میں رقم جمع کی تھی جس پر بنک کے اصول کے مطابق کچھ سود بھی ملا ہے تو اس سود کی رقم سے محلہ کی گلیاں اور لائٹ وغیرہ ٹھیک کرا سکتے ہیں؟

ج:۔ یہ رقم واجب التصدق ہے، لائٹ راستہ کی مرمت وغیرہ میں اس کو صرف کرنا جائز نہیں، بلا نیت ثواب اس کو غریب محتاج لوگوں پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔

س:۔ بعض حالات میں آدمی اپنی دکان نہیں بنا سکتا اور کاروبار کے لئے دکان کرایہ پر لینی پڑتی ہے اور دکان کے مالک پیشگی کچھ نقد رقم "پگڑی" لیتے ہیں اور ماہانہ کرایہ علاحدہ طے ہوتا ہے، تو کیا یہ پگڑی لینا دینا جائز ہے؟

ج:۔ جائز نہیں ہے، اگر اس رقم کو کچھ ماہ کا پیشگی کرایہ قرار دیا جائے اور ان مہینوں کا الگ سے کرایہ نہ لیا جائے تو اس کی اجازت ہے۔

دعائے مغفرت

جامعہ عمر فاروقؓ فاروق نگر، کسیا ضلع کشی نگر یوپی کے مہتمم حافظ محمد ہارون رشید صاحب کا ۱۷ اپریل ۱۹۹۹ء کو طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم متواضع پرہیزگار اور ذاکر و شاغل شخص تھے ان کا روحانی تعلق حضرت شاہ وصی اللہؒ کے مجاز بالصحبۃ حضرت مولانا فخار الحق صاحب گورکھپوریؒ سے تھا۔

اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو غریق رحمت کرے۔ قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔